رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی خط وکتابت منیجر
الفضل قادیان
کے پتہ پر ہو۔

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب

جلد ۱ | ۲۳-جولائی سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ۸ شعبان سنہ ۱۳۳۱ھ بروز بدھ | نمبر ۶

مدینۃ المسیح

ایوان خلافت حضرت خلیفۃ المسیح بخیروعافیت تعلیم وتزکیہ نفوس میں مشغول ہیں +

عبدالحی کیلئے جو پختہ مکان تیار ہو رہا ہے اسکی چھتیں پڑ گئی ہیں +

اہل بیت حضرت مسیح موعودؑ کے اہل بیت وصاحبزادگان والاشان خیریت سے ہیں + صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب کے مشکوئے معلّے میں ۱۵-جولائی کو چاشت کے وقت لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالٰے اس مولود مسعود کو نیکی اور تقوٰی کے ساتھ عمر رحمت فرمائے اور وہ اپنے جد امجد کے علوم کا وارث ہو۔ اور اسکی پاک دعاؤں کو پورا کرنے والا۔ ؎

حق پر نثار ہوویں | مولٰی کے یار ہوویں
بابرگ وبار ہوویں | اِک سے ہزار ہوویں

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

الحکم نے اس تقریب پر ایک غیر معمولی پرچہ نکالا +

صدر انجمن بوجہ نہ پورا ہونے کورم کے صدر انجمن احمدیہ کا اجلاس نہیں ہو سکا۔ آیندہ ہفتہ پر ملتوی کیا گیا ہے بعض ضروری امور گرمی کی تعطیلات سے پہلے طے ہو جانے چاہئیں۔ ۲- اگست سے ۱۶ ستمبر تک سمرو کیشن تجویز ہوئیں +

دارالعلوم (۱) تعمیر مدرسہ زور شور سے جاری ہے۔ اسکے روز افزوں خرچ نے خزانہ صدر انجمن کو حفاظت کا منت کش نہیں رہنے دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی معرفت اور قرضہ لینے کی تجویز ہے۔ احباب اپنے وعدے پورے کر دیں تو یہ مشکل رفع ہو جائے +

(ب) یامر مسلم ہے کہ ہمارا بورڈنگ ہوس ہندوستان بھر میں اپنی اخلاقی نگرانی وروحانی تربیت کے لحاظ سے بینظیر ہے۔ اسکے قواعد کی اشاعت تبلیغ سلسلہ کیلئے بھی بہت مفید ہوگی۔ میں قاعدہ نمبر ۳۲ و ۳۳ کی طرف افسران متعلقہ کی توجہ منعطف کراتا ہوں۔ امید ہے زیادہ تشریح نکتی پڑیگی +

دفتر محاسب ہفتہ ۱۳ تا ۱۹-جولائی میں آمد ایکہزار اُنیس روپے چودہ آنے ہوئی +

مہمان اس ہفتہ کم وبیش چالیس مہمان رہے۔ لاہور سے نظام الدین صاحب انصار اللہ۔ اور بابو محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافسمین۔ کپورتھلہ سے شیخ عبدالرحمن صاحب۔ ایبٹ آباد سے مولوی صدرالدین مونگی۔ تخت محل سے بابو الٰہی بخش صاحب سٹیشن ماسٹر۔ غزنی سے ایک صاحب تشریف لائے +

دور الضعفاء ۸ گھر تیار ہو چکے ہیں باقی اگلے سال میں بنیں گے۔ کنوئیں اور مسجد کی تیاری کا انتظام ہو رہا ہے امید ہے میر صاحب کی چندہ گر ہمت یہ بھی جلد تیار کرا دیگی۔ رسول اللہ کی مسجد کا نمونہ پیش نظر ہو۔ تو ایک ہفتہ میں تیار ہو سکتی ہے +

سیلاب ۱۹-جولائی کو یہاں بالخصوص بیرونجات میں بہت بارش ہوئی سیلاب سے تمام ڈھاب پُر ہو گئی بھرتیوں کا کام بند ہو گیا۔ کچے مکانوں کو نقصان کا اندیشہ ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں۔ سکرٹری صاحب کمیٹی تعمیر مقبرہ بہشتی تک پہنچنے کی کوئی تدبیر ابھی سے کر دینگے بارش کے ایام میں ہمیشہ ایک دو ماہ رستہ بند ہو جاتا ہے +

مصری قافلہ امید کی جاتی ہے کہ اگلے اخبار کی اشاعت تک ہمارے دو نوجوان تبلیغ سلسلہ وتحصیل علوم عربیہ کیلئے یہاں سے روانہ ہو جائینگے۔ احباب دعا فرماویں +

واعظین شیخ غلام احمد صاحب نے صبح کو وعظ کیا۔ مولوی صدرالدین صاحب نے ایک لکچر دارالعلوم میں مسیح موعودؑ کے مشن کے متعلق دیا۔ آپنے بتایا۔ کہ مختلف قومیں اپنے افراد کے جو نام رکھتی ہیں انہی سے انکے مذاق اور قبلۂ توجہ

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب پروپرایٹر وپرنٹر وپبلشر کے حکم سے چھپکر شایع ہؤا) (عبدالحق کاتب)

جنگ بلقان

۱۵ جولائی ۱۹۱۳ء۔ بخارسٹ کا ایک تار مظہر ہے کہ تسخیر سلٹریا کا سرکاری طور سے اعلان کیا گیا ہے جہاں تین سو بلغاریوں نے بلامزاحمت رومانوی فوج کے آگے ہتھیار ڈالدیئے رومانوی اور مسلمان باشندوں نے اسکا نہایت مسرت سے خیر مقدم کیا یونانیوں نے سیرس پر قبضہ کر لیا ہے جب بلغاری ڈیمیر حصار کو خالی کر رہے تھے تو انہوں نے ایک یونانی بشپ پادریوں اور سربرآوردہ آدمیوں کو قتل کر ڈالا سیرس سے بھی ایسی خبر موصول ہوتی ہیں یونانی بڑے غیظ و غضب میں ہیں +

بلغاری وکیل صلح نے قسطنطنیہ میں جا کر سرحد کے متعلق جو مراعات ٹرکی کے سامنے پیش کی تھیں ٹرکی نے انہیں مسترد کر دیا ہے اور قسطلجہ بولیر اور گیلی پولی کی سپاہ کو طیار رہنے کا حکم دیا ہے کل شام سے ترکی فوج نے ایڈریانوپل کیطرف بڑھنا شروع کر دیا ہے +

۱۶ جولائی ۱۹۱۳ء سرکاری حلقوں میں بیان کیا گیا ہے کہ رومانیا سلسٹریا رسچک شوملہ اور وارنا کے علاقہ کے الحاق کا ارادہ رکھتا ہے قسطلجہ و بولیر کی ترکی افواج بسرعت یلغار کر رہی ہیں چنانچہ وہ بلا کسی مزاحمت کے شور لو تک پہنچ چکی ہیں بلغاری نے روڈسٹو خالی کر دیا ہے ایشیا کوچک سے افواج توپخانہ اور کاروان مسلسل آ رہی ہیں ایتھنز سرکاری طور پر بیان ہوا ہے کہ سیرس کو خالی کرنے سے پیشتر بلغاریوں نے اسے آگ لگا کر تمام شہر کو تباہ کر دیا ۳۰ ہزار باشندوں میں سے ۲۰ ہزار خانمان برباد کر رہے ہیں۔

۱۷ جولائی ۱۳ء رومانوی ٹرٹاکائی پر قابض ہوگئے اس طرح خط بالچک کا تمام نیا علاقہ انکے تصرف میں آگیا ہے ایتھنز اخبار ایٹیہ لکھتا ہے کہ سرویہ و یونان کو اگر ضرورت ہو۔ تو صوفیہ پر بھی بڑھنے پر آمادہ ہیں ایتھنز سے ڈیلی ٹیلیگراف کو پیغام پہنچا ہے کہ سالونیکا میں بماہ مئی یونان و سرویہ کے مابین ایک خفیہ معاہدہ پر دستخط ہوئے تھے جسکے رو سے یونان کے حدود کو وسعت دیگئی ہے اور سرویہ کو بحیرہ ایجین میں منفذ عطا کیا گیا ہے اسوقت تک بلغاریہ سے جنگ و جدل جاری رکھیں جب تک وہ اس انتظام کو منظور نہ کرے۔

۱۸ جولائی ۱۹۱۳ء۔ لندن ترک اینوس میڈیا سے آگے چلے گئے ہیں بنار حصار سے ۳۰ کیلومیٹر آگے کی طرف کوچ کیا راستہ میں مقابلہ نہیں ہوا۔ لندن روس بلغاریہ پر زور ڈال رہا ہے کہ مغربی مقدونیا کا تمام علاقہ چھوڑ دو۔ جو یونانی مطالبات کی حدود سے بھی متجاوز ہے ایتھنز روس کی مراسلت کے جواب میں یونان نے لکھا ہے کہ وہ صرف اسی صورت میں لڑائی بند کریگا جب کہ بلغاریہ میدان جنگ میں ان تمام علاقوں سے دست بردار ہو جائے جن پر اتحادیوں نے قبضہ کیا ہے جنگ کے اخراجات اور آتش زدہ قصبات کے نقصان کا تاوان ادا کرے تھریس میں یونان کے جان و مال اور مذہبی آزادی کا ذمہ لے اور ایک مقررہ میعاد کے اندر فوج کی حرکت و نقل بند کر دے۔ یونانیوں نے نیورو کوپ پر قبضہ کر لیا ہے۔

۱۹ جولائی ۱۹۱۳ء ۔ لنڈن رومانیا نے وارنا سیواسٹوپول کے درمیان بحری تار اور وارنا اور صوفیا کی مابینی ریلوے پر قبضہ کر لیا ہے فوج کو رسد پہنچانیکا ایک ہی ذریعہ تھا دس روز سے صوفیا میں بیرونجات سے کوئی مراسلہ نہیں پہنچا صرف بخارسٹ کی طرف سے تار کی لائن کھلی ہے بلغاریہ کو اسکے دشمن ہر طرف سے دباتے چلے آتے ہیں یونانی نیوروکوپ میں اور سرویے کسٹنڈیل کے قریب فتح کے مدعی ہیں۔ جہاں سے بلغاری بہت سا نقصان اٹھا کر نہایت بے ترتیبی سے بھاگ گئے۔

بلغاریہ عاجزانہ فریاد دول سے کر رہا ہے لیکن عملی طور پر مداخلت کرنا کسی سلطنت کے لئے ممکن الوقوع نہیں رومانیا کی روش پر نتیجہ جنگ زیادہ منحصر ہے۔ اگر وہ اعتدال اختیار کرے تو امن یورپ کے لئے مختار تصور کیا جا سکتا ہے لیکن اگر بلغاریہ کی تقسیم کا مسئلہ درپیش آیا تو نار حرب مشتعل ہونیکا سخت خطرہ ہے

بلغاریوں کا بیان ہے کہ ترکوں نے لولی برغاص اور وینا پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور قرق کلیسیا کی طرف بڑھ رہے ہیں موسیو ڈینف نے دول سے استدعا کی ہے کہ قسطنطنیہ میں پر زور مطالبہ پیش کر کے ترکوں کو آگے بڑھنے سے روکیں اور اسے معاہدہ لندن کی خلاف ورزی قرار دیں۔

قسطنطنیہ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ترکوں نے میڈیا سرائے کارستران۔ بیدلر۔ مرادلی ملگارہ کیشن اور ریوز پر قبضہ کر کے انہیں بیرونی چوکیاں قرار دیا ہے اور روڈسٹو میں داخل ہوئے ہیں بلغاریوں کے ہمراہی ارمنی جتھہ رہنے کل ترکوں پر حملہ کیا لیکن جتھہ مذکور کے بہت سے سپاہی کام آئے

لندن۔ نامہ نگار ریوٹر کو یقین دلایا گیا ہے کہ ترکی گورنمنٹ نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ فوج بڑھا کر ایڈریانوپل پہنچائے اس سے اخلاقی امر کو تقویت ہوگی اور گورنمنٹ کی بنیاد مستحکم ہو جائیگی ریوٹر بیان کرتا ہے کہ سیاسی حلقوں میں بلقان کی حالت نہایت اضطراب انگیز اور پیچیدہ خیال کیجاتی ہے مگر اس کو خطرناک نہیں سمجھا جاتا دول بلغاریہ اور ٹرکی سے اس قسم کی درخواستیں کر رہی ہیں اور رومانیا کو مشورہ دے رہی ہیں کہ وہ صوفیا پر قبضہ نہ کرے دول اس بات کا عزم بالجزم کر چکی ہیں کہ بلغاریہ کو نیست نہ ہونے دینگی۔ اور اگر ترک ایڈریانوپل پر قبضہ بھی کر لیں جسکے وقوع کا دول کو یقین نہیں ہے تو ٹرکی اسپر قابض نہ رہنے دیا جائیگا۔

۲۰ جولائی ۱۹۱۳ء۔ شاہ بلگیریا نے شاہ رومانیا کو تار دیکر صلح کے متعلق دریافت کیا۔ شاہ رومانیا نے صلح کے متعلق توقع دلائی ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ تمام دول جنکا اس جنگ سے تعلق ہے ابتدائی صلح کر لیں۔

رومانیا نے دول یورپ کو نوٹ لکھا ہے کہ رومانیا فتح کا خواہشمند نہیں بلکہ علاقہ ماوراء ڈینوب کی سرحد کا اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے رومانیا اپنے خیال میں دول کی مصالحانہ مساعی کا ممد ہے کہ بلغاریہ کے غلبہ کو روکے۔

رومانیا یونان اور سرویا کے درمیان کوئی اتحاد نہیں لیکن کامل فوجی سمجھوتہ ہے کوئی عارضی صلح منظور نہیں کیجاویگی صرف فاتحوں کی شرائط منظور ہونگی جبکہ صوفیا میں دستخط ہونگے شرائط صلح کا مقصد یہ ہوگا کہ موازنہ بلقان قائم کیا جاوے۔

دیگر خبریں

۱۔ یانگتسی کی بغاوت بڑھتی جاتی ہے تین ٹن بوکن ریلوے پر لڑائی جاری اور شانگہائی میں کاروبار بالکل بند اور جاپانیوں کا ہاتھ اسمیں معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ مسٹر چرچل نے دار العلوم میں بیڑے کے متعلق بیان دیتے ہوئے تیل کو بطور ایندھن استعمال کرنیکی تائید کی۔

۳۔ ایک متمول امریکن نے بیس کروڑ روپیہ منطقہ حارہ کی بیماریوں کے انسداد کے لئے دیا۔

۴۔ دار الامراء نے آئرلینڈ کا مسودہ ہوم رول ۳۰۲ رائوں سے بمقابلہ ۶۴ مسترد کر دیا۔

۵۔ ڈاکٹر رابرٹ برجز نئے ملک الشعراء مقرر ہوئے ہیں

۶۔ نیدرلینڈ کمپنی کا جہاز جدہ کے جنوب میں دس میل کے فاصلہ پر کنارہ پر چڑھایا گیا ۱۶۱۸ حاجی جو اسپر سوار تھے اتار لئے گئے

۷۔ امپریل بنک ایران کے عہدہ دار مسٹر جیمز کو ہمدان کے قریب قزاقوں نے لوٹ لیا اور سترہ ہزار تومان چھین کر لے گئے

۸۔ سوئٹزرلینڈ کے ہوا باز بڈر نامی نے برن کے الپس سے دومودوسولہ تک ۱۰۵۳ فیٹ میں سفر کیا۔

۹۔ حضور ملک معظم و ملکہ معظمہ نے سو جہازات کا دس میل میں

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۳ء

السنۂ مشرقیہ کی بیقدری

جب حکومت برطانیہ ہندوستان میں نئی نئی قائم ہوئی تو چونکہ علوم و فنون کا کوئی ایسا چرچا نہ تھا اور انگریزی زبان سے تو کوئی خال خال ہی واقف ہوتا تھا اسلئے عربی فارسی یا سنسکرت کے جاننے والے مولوی منشی یا پنڈت ہی اکثر کاموں پر لگائے جاتے تھے اور انہیں سے ہر قسم کے کام لئے جاتے تھے چنانچہ ابتک پچھلے زمانہ کے لوگ موجود ہیں جو باوجود انگریزی زبان سے بکلی یا قریباً ناواقف ہونیکے اپنے اپنے اوقات میں بڑے بڑے عہدوں پر کر چکے ہیں اور اب اپنی عمر کے آخری ایام میں پنشن پر باآرام بسر کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو دیکھکر اور انکی باتوں کو سن کر واقعی تعجب ہوتا ہے کہ اس زمانہ سے آجکل کا زمانہ کتنا مختلف ہوتا ہے آجکل کئی گریجوایٹ وہ عہدہ نہیں حاصل کر سکتے جو عہدہ اسوقت یہ علوم مشرقیہ کے جاننے والے پا سکتے تھے لیکن انگریزی حکومت کے قیام و استقلال کیساتھ ساتھ انگریزی زبان کو ترقی ہوتی گئی اور حکام کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے کے لئے رعایا نے انکی زبان کا حاصل کرنا بھی ضروری سمجھا اور اس غرض کے پورا کرنیکے لئے سکولوں اور کالجوں کی بنیادیں ڈالی گئیں اور رفتہ رفتہ ایک کثیر جماعت ایسے لوگوں کی میسر آنے لگی جو حکام کی زبان سے واقف ہونیکی وجہ سے انکے ساتھ ملکر کام کرنیکے لئے زیادہ موزون سمجھی جانے لگی اور اس طرح انیسویں صدی کے آخری سالوں میں آہستہ آہستہ السنۂ مشرقیہ کا زوال اور انگریزی زبان کا عروج ہو گیا کیونکہ جب لوگوں نے دیکھا کہ اس زبان کے حاصل کئے بغیر نہ تو معقول ملازمتیں مل سکتی ہیں اور نہ حکام کے ساتھ وسعت تعلقات پیدا ہو سکتی ہے انہوں نے اس زبان کے حاصل کرنیکی طرف بہت توجہ کرنی شروع کی اور عہدوں اور ملازمتوں کے ساتھ ساتھ السنۂ مشرقیہ کے طلباء میں کمی آتی گئی۔

بیسویں صدی کے ابتدا میں بھی ابھی کچھ نہ کچھ پرانے آثار پائے جاتے تھے اور گو وہ شاندار عمارتیں تو تباہ ہو چکی تھیں مگر کہیں کہیں گری پڑی دیواروں کی موجودگی اس شان کو ضرور یاد دلاتی تھی جو مشرقی زبانوں کے علماء کسی وقت حاصل کر چکے تھے گو کہ اب پہلے کی طرح ای اے سی اور تحصیلداری کے محکموں میں انکا داخلہ ایک حد تک بند ہی ہو چکا تھا۔ اور زمانہ گزشتہ کی طرح وکالت کی کرسی پر بیٹھنا تو انہیں نصیب نہ ہوتا تھا مگر یہ ضرور تھا کہ مولوی فاضل اور منشی فاضل اور شاستری مختاری کے امتحان میں اپنے حریف انگریزی قانون کے دوش بدوش بیٹھتے تھے اور اس طرح آزادانہ زندگی بسر کرنیکا ایک راستہ انکے لئے کھلا تھا۔ جسکے طفیل السنۂ مشرقیہ کی عزت کچھ نہ کچھ باقی تھی مگر جس حریف نے انکو ہر میدان سے شکست دی تھی اسنے اس میدان میں بھی انکے قدم نہ ٹکنے دئے اور ایکسال ہوا کہ یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ السنۂ مشرقیہ کے ڈگری یافتہ آئندہ اس امتحان میں بیٹھ نہیں سکینگے اور آئندہ سے وکالت کا دروازہ مولویوں منشیوں اور شاستریوں کیلئے بالکل بند کر دیا گیا اور ایک حد تک یہ بات معقول بھی کہی جا سکتی تھی کیونکہ انگریزی عدالتوں میں انگریزی سے ناواقف مختار یا وکیل کیا کر سکتا ہے اب ان علوم مشرقیہ کے علماء کے لئے ایک ہی دروازہ کھلا رہ گیا۔ اور وہ سکولوں کی ملازمت کا دروازہ تھا چونکہ ہر ایک سکول میں برٹش گورنمنٹ نے عربی فارسی اور سنسکرت کی تعلیم کا انتظام کرنا بھی ضروری سمجھا ہے اور ہر سکول میں بشرط سہولت ایک ایک استاد ان زبانوں کے پڑھانیکے لئے بھی رکھا جاتا ہے گو کوئی قاعدہ تو ہمیں معلوم نہیں لیکن قبل ازیں اس عہدہ کی تنخواہ زیادہ ہوتی تھی اور بعض جگہ پچیس تیس سے شروع ہو کر ساٹھ ستر روپیہ تک ان لوگوں کو تنخواہ ملجایا کرتی تھی جو کہ موجودہ مہائی لونگ کے لحاظ سے اگرچہ اعلیٰ بھی نہیں کہی جا سکتی لیکن اوسط ضرور تھی اور کہا جا سکتا ہے کہ مسٹر بل صاحب سابق ڈائرکٹر تعلیم کے زمانہ میں اس بات کا لحاظ رکھا جاتا تھا کہ علما السنۂ مشرقیہ کو لازمی طور پر کم تنخواہ پر ہی نہ رکھا جائے مختاری کے امتحان کے بند ہونے پر یہ افواہ بھی اڑی تھی کہ آئندہ سے مولوی فاضل اور اسکے مقابل کی دیگر ڈگریوں کے پانیوالے آئندہ سے کم سے کم پینتیس کی تنخواہ پر لئے جائینگے اور انکا عام گریڈ پچاس تک ترقی کریگا یہ افواہ کسی قدر اس افسوس کو کم کرنیوالی تھی جو وکالت کا دروازہ بند ہونے پر اس جماعت سے ہمدردی رکھنے والوں کے حلقہ میں پھیلا ہوا تھا اور مسٹر گاڈلے صاحب جیسے بیدار مغز ڈائرکٹر تعلیم کے عہد میں ایسا ہو جانا کچھ بعید نہ تھا لیکن افسوس کہ غیر معلوم وجوہ کی بنا پر فیصلہ بجائے اس جماعت کے حق میں مفید ہونیکے مضر ہوا۔ اور آئندہ مولوی فاضلوں اور السنۂ مشرقیہ کے ڈگری یافتوں کی تنخواہ کی نسبت فیصلہ کر دیا گیا کہ بیس سے شروع کرکے دو روپیہ سالانہ ترقی کے حساب سے تیس تک جا کر ختم ہو جائیگی اور آئندہ خاص خاص صورتوں میں ہی وہ اس آڑ کو دور کر سکینگے۔

ہم جب گورنمنٹ کی ضرورتوں کو دیکھتے ہیں تو معلوم کرتے ہیں کہ زبانوں کی ترقی سے اسکا بھی بہت کچھ فائدہ ہے اور جسقدر عمدہ مولوی منشی اور شاستری مل سکینگے اسی قدر بچوں میں ان زبانوں کے سیکھنے کی طرف زیادہ میلان پیدا ہوگا اور چونکہ اہل اسلام اور ہندو کے مذاہب کی تعلیم انہیں زبانوں کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے اسلئے انکی ترقی کے ساتھ انکا مذہب کی طرف بھی میلان زیادہ ہوگا اور یہی ایک حربہ ہے کہ جسکے ساتھ گورنمنٹ موجودہ بے آرامی کی سپرٹ کو شکست دے سکتی ہے اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ کوئی سا مذہب لو اس سے کماحقہ واقفیت رکھنے والا کبھی ڈاکہ زنی اور ایذارسانی کو پسند نہیں کر سکتا۔ اور جب طلباء مدارس اپنے اپنے مذہب سے واقف ہونگے تو بم سازی کی تحریک ان میں سرسبز نہیں ہو سکتی۔ پس عمدہ مولوی فاضلوں منشیوں اور شاستریوں کا پیدا کرنا اور انکے ذریعہ سے مدارس میں مذہبی اور اخلاقی تعلیم کا رائج کرنا گورنمنٹ کے لئے قیام امن کا ایک ذریعہ ہو سکتا تھا اس میں کچھ شک نہیں کہ مولوی کم تنخواہ پر مل سکتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ آیا وہ اس قابل بھی ہونگے یا نہیں کہ طلباء پر اپنا اثر ڈال سکیں جب علماء مشرقیہ کی بساط ہی یہ قرار دیگئی کہ انکا معیار ترقی تیس سے بلند نہیں ہو سکتا۔ تو کام کرنیوالے باہمت طلبا اسطرف توجہ ہی کیوں کرینگے وہ جب علوم مشرقیہ کا سیکھنا اپنی ترقیات کے راستہ میں رکاوٹ پائینگے تو اسطرف سے منہ موڑ لینگے اور آئندہ انکے سیکھنے کا وہی خیال کریگا جو ہر ایک میدان میں ناکام و نامراد ہو چکیگا علاوہ ازیں یہ کچھ عذر نہیں کہ مولوی کم تنخواہ پر دستیاب ہو سکتے ہیں اگر گورنمنٹ دوسرے محکموں کی تنخواہیں بھی کم دے تو انکے لئے بھی آدمی ضرور دستیاب ہو جائینگے جب آدمی دیکھتا ہے کہ اسکے لئے کوئی اور چارہ نہیں ہے تو مجبوراً ناپسند بات پر بھی راضی ہو جاتا ہے اسلئے افسران تعلیم کو اس عذر کی بنا پر علماء السنۂ مشرقیہ کا گریڈ کم کر دینا مناسب تھا اور نہ یہ عذر معقول کہا جا سکتا ہے۔

ہم تعجب کرتے ہیں کہ جن استادوں کی ظاہری صورت سے سستی کم مائگی اور غربت ٹپکیگی انکی تعلیم کا طلباء پر اثر بھی کیا خاک ہوگا استاد کا اثر ڈالنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انکی ظاہری حیثیت بھی قائم کیجائے تاکہ طلباء کی طبیعتیں انسے کچھ اخذ کرنیکے لئے تیار ہو سکیں۔

مذکرات

اسلامی طریقہ شادی نامکمل نہیں

اکثر ضلعوں میں نکاح خوانوں کو رجسٹر ملے ہوئے ہیں جب کوئی نکاح ہوتا ہے تو اُس میں درج کیا جاتا ہے اور اسطرح حکام کا خیال تھا کہ جعلسازی کے نکاح نہ ہو سکینگے مگر جلالپور جٹاں کے ایک واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریروں کے لئے شرارت کا ہر جگہ موقعہ ہے چنانچہ ایک لڑکی کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے رجسٹر میں درج کر دیا گیا۔ رپورٹ ہونے پر بہت سے آدمیوں کو قید و جرمانے کی سزا ہوئی۔ اسپر آریہ گزٹ کا یہ حاشیہ چڑھانا کہ اسلامی طریقہ شادی نامکمل ہے بے انصافی ہے۔ کیونکہ یہ رجسٹر وغیرہ تو گورنمنٹ کی تجویز ہے اسلام میں تو ہر نکاح کے لئے لڑکی کی رضامندی اس کے والدین کی رضامندی اور پھر ایک عام مجلس میں اس کا اعلان ضروری ہے۔ اس طریق پر شادی کرنے میں کوئی نقص نہیں +

رُوح کا بیمہ نہیں کراتے

ولایت میں آنکھ - ناک - کان - ہاتھ پیر - آواز کا بیمہ بھی ہونے لگا - مس گریس نے آنکھوں کا بیمہ پونے لاکھ روپیہ میں کرایا - اور ایک نے ہاتھوں کا بیمہ چالیس ہزار پونڈ میں - اور ایک میم صاحبہ نے اپنی ناک کا بیمہ کرایا - اے کاش یہ قوم اپنی رُوح کا بیمہ بھی کراتی - جو صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ قول و فعل کے ساتھ پڑھنے سے ہو سکتا ہے - اور کچھ گرہ سے نہیں دینا پڑتا +

ہندو محمڈن کانفرنس

آل انڈیا مسلم لیگ کے آنریری سکرٹری نے - ایک ہندو محمڈن کانفرنس کی تجویز کی ہے جس میں ہندو اور مسلمانوں کے باہمی اتفاق کے اصولوں پر غور کیا جائے - جن بنیادی اصولوں پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق ہو سکتا ہے - وہ صلح کا شاہزادہ - اپنے پیغام صلح میں بیان کر چکا ہے - سوا اس کے تمام قومیں یاد رکھیں کہ کبھی صلح نہیں ہو سکتی +

پیرس کی مذہبی کانگریس میں مسلمان کیوں نہیں

ترقی پسند عیسائیوں اور آزاد خیال دینداروں کی چھٹی کانگریس پیرس میں ہوگی - برہمو سماج - ہندو دھرم - بدھ دھرم کے قائم مقام مدعو کئے گئے ہیں - مگر اسلام کا کیوں قائم مقام نہیں - ہمارے لنڈنی مبلغین توجہ فرمائیں اور دُنیا پر ثابت کر دیں - کہ مذہب دُنیا میں ایک ہی ہے - اور وہ اسلام ہے +

افغانستان میں مذہبی آزادی

لائل گزٹ ایک سکھ عورت کا ذکر کرتا ہے جسے امیر صاحب نے یہ معلوم کرکے کہ وہ مسلمان ہونا نہیں چاہتی - آزاد کرادیا - بیشک امیر کابل نے اچھا کیا - اسلام میں لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا حکم ہے مگر تعجب ہے کہ اِس سرزمین میں صاحبزادہ عبداللطیف کو کس جرم میں سنگسار کیا گیا - کیا وہ اللہ پر ایمان نہ رکھتا تھا حضرت سرورِ کائنات کو رسول اللہ نہ مانتا تھا - ان کے خلاف امیر کو اشتعال دلانے والوں نے بھی تاریک کنوئیں میں کبھی اپنی شرارت کا انجام سوچا ہوگا +

قرآن کی بے ادبی کرنیوالوں کو سزا

پچھلے ہفتے ہم ریاست پونچھ کے جیل میں قرآن مجید کی بے ادبی کا واقعہ لکھا گیا تھا - اب معلوم ہوا کہ راجہ صاحب نے بدری ناتھ جیلر اور ایک برق انداز کو ریاست سے نکالدیا - مگر اس کے ساتھ یہ خبر حیرت سے سُنی جائے گی کہ خواجہ حبیب جو انجمن اسلامیہ کے پریسیڈنٹ اور منشی غلام حیدر خاں کو (جو ریاست میں ہزارہا کا وسیع کاروبار رکھتے ہیں) بھی خارج البلد قرار دیا گیا ہے +

عورتوں کے حقوق مصر میں

پچھلے ہفتے عورتوں کے حقوق کے متعلق ایک مفصل مضمون لکھا جا چکا ہے - مصر سے منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار نے جو حالات لکھ کر بھیجے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں عورت کی کوئی حق تلفی ہو تو فوراً قاضی کی عدالت میں طلاق کا دعوٰی دائر کر دیتی ہے -

دوم عورت کے نکاح کے وقت ⅓ رقم مہر نقد دیدی جاتی ہے - جس سے لڑکی کے والدین اثاث البیت خرید چھوڑتے ہیں - بگاڑ ہونے پر شوہر کو اس گھر سے نکلنا پڑتا ہے - قرآن میں بھی یہی حکم ہے کہ عورتیں نہ نکلیں - مصری عورتوں کی ترقی خوشی آیند ہے بشرطیکہ کتاب و سنّت کے ماتحت ہو نہ کہ یورپ کے زیر اثر - جیسا کہ دوسرے حالات سے ظاہر ہے +

چین کی ترقی

جب سے چین میں جمہوریت کا اعلان ہوا ہے اسے امن و چین تو نصیب نہیں ہوا - مگر یہ معلوم کرنا - مسرت خیز ہے کہ چین کے لوگ اپنی ترقی کے لئے بہت جدوجہد کر رہے ہیں +

گورنمنٹ چین کا ارادہ ہے کہ دس سال کے اندر اندر ستر ہزار میل ریلوے لائن بچھا دیجائے - اور ہر صوبہ دارالخلافہ ایک جنکشن بنایا جائے - جہاں سے مختلف علاقوں میں کئی لائنیں نکلیں - آبادی چالیس کروڑ تہتر لاکھ اکتیس ہزار کی ہے جس میں تین کروڑ کو سپاہی بنانے کے لئے قواعد سکھائی جا رہی ہے جو دُنیا میں سب سے بڑی فوج کہلا سکتی ہے - تعلیم کا یہ شوق ہے کہ چھ سال گذرتے ہیں - آٹھ ہزار جوان اور دو سو کے قریب عورتیں - امریکہ اور انگلستان کی مختلف یونیورسٹیوں میں تعلیم پاتی تھیں - مشرق کی ترقی مشرق کے لئے ایک مژدہ جانفزا ہے - خدا مذہب کے بارے میں سوچ کی ترقی بخشے +

ہمارا خدا مجسّم نہیں

قرآن مجید میں ہمارے خدا کی تعریف ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ - پس اسے مجسّم کہنا کفر ہے - چند آیات قرآنی کا غلط ترجمہ دیتے ہوئے ایک سناتن اخبار اِس پر اعتراض کرتا ہے - ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی الْعَرْشِ کے معنے ہیں - پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا - آسمان و زمین ہاتھ سے تھامنے کے معنے اپنی قوت سے کام لیتے کے ہیں - اور اُردو میں بھی ایسے محاورات ہیں کہ وہ شہر یا وہ اخبار ہمارے ہاتھ میں ہے -

تخت کا پانی پر تیرنا نہیں آیا - بلکہ کَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ کے معنے ہیں اسکی حکومت پانیوں پر تھی - وَسِعَ کُرْسِیُّہٗ کے معنے ہیں اُس کا علم اور اسکی بادشاہی یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے معنے گھبراہٹ کے ہیں - عربی محاورات نہ جاننے سے ہمعصر کو دھوکہ لگا - اور اس نے نادانی سے اعتراض کیا +

ایڈیٹر کی حیثیت ہندوستانی نگاہ میں

ولایت میں تو اخبار نویس سلطنت کا چوتھا رکن سمجھا جاتا ہے مگر ہمارے ہندوستان میں ایڈیٹر کو جو کچھ سمجھا جاتا ہے وہ ان فرمائشات سے ظاہر ہے جو ایک اخبار نے نقل کی ہیں +

ایک خریدار لکھتا ہے - میرے چھوٹے بھائی کے لئے رشتہ تلاش کر دو - دوسرا لکھتا ہے - مجھے ہر ہفتے دو سیر انگور بھیجدیا کرو - بعد میں حساب کر لیا جائیگا - تیسرا لکھتا ہے مجھے ہاتھی دانت کی کنگھی بنوا کر بھیجدو - چوتھا لکھتا ہے مجھے آجکل نقصان بہت ہو رہا ہے کسی جوتشی سے میرے دن دریافت کرکے اخبار میں چھاپ دو +

دریائے نیل کے متعلق توہمات

دریائے نیل جس پر مصر کی شادابی منحصر ہے۔ اس کے متعلق بہت قدیم زمانے سے توہمات کا سلسلہ چلا آتا ہے حضرت عمرؓ کے عہد معدلت مہد کا ذکر ہے کہ جب نیل کے پانی کے متعلق حسب معمول لڑکی کی قربانی کرنے لگے تو اس موحد خلیفے نے ان لوگوں کے اطمینان کے لئے ایک کاغذ لکھوا کر دریا میں ڈلوا دیا۔ جس سے ان کے حسب منشاء کام ہو گیا۔ اور وہ توہم رفع ہو گیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ان توہمات کا قلع قمع نہیں ہوا۔ اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ مسلمان بھی اس میں مبتلا ہیں۔ مشہور ہے کہ عیسیس دیوتا کو خشک سالی میں لوگوں کی حالت پر رحم آیا۔ اور اس نے ایک آنسو دریا میں گرنے دیا۔ اور ایک اور روایت کے مطابق۔ سمندروں اور دریاؤں کا محافظ دیوتا اس رود نیل کو برکت دینے کے لئے اُتر آتا ہے اور وہ ابھی پانی ہی میں ہوتا کہ اپنے مُنہ سے اپنی رال کا ایک قطرہ گرا دیتا جس سے پانی فوراً چڑھ جاتا۔ یہ تیوہار محض بُت پرستوں کا تھا۔ بعد میں قبطی اسکو منانے لگے اور بقول مصری نامہ نگار پانیر اب مسلمان بھی اسے مناتے ہیں چنانچہ حال میں اس دن انھوں نے لڈو اور مٹھائیاں بنا کر دوستوں کو بھیجیں اور دریا پر چڑھاوے چڑھائے۔ یہ حالات قابل افسوس ہیں۔ کوئی موحد ہے جو اُٹھے اور ان لوگوں کو ہدایت کی راہ بتائے +

مصر سے انگریزی قبضہ اُٹھایا نہیں جائے گا

لارڈ کچنر نے پیلیسہ اخبار کے قائم مقام سے جو گفتگو کی اس میں فرمایا کہ بعض مصری کہتے ہیں۔ مصر مصریوں کے لئے ہے اس خیال سے مجھے ہمدردی ہے مگر جو لوگ کہتے ہیں مصر سے انگریز چلے جائیں۔ ان سے مجھے اتفاق نہیں۔ تاریخ کہیں نہیں بتلاتی کہ کبھی مصریوں نے اپنے آپ پر خودمختارانہ حکومت کی ہو مصر کا موقعہ ہی ایسا ہے کہ کبھی کوئی قوم ان پر حکمران رہی۔ اور کبھی کوئی۔ یہاں سے ہندوستان کو راستہ جاتا ہے۔ جسکی محافظت ہمارے لئے ضروری ہے۔ ان فقروں سے صاف مترشح ہے کہ مصریوں کا انگریزی قبضے سے آزاد ہونا لارڈ کچنر کی رائے میں ایک خواب و خیال ہے +

تنزل کے وجوہات

حکومت عثمانیہ کے تنزل کے وجوہات بھی لارڈ کچنر باتوں باتوں میں بتا گئے چنانچہ ارشاد کیا کہ مکہ مدینہ میں تم سُن لوگے۔ عرب کہتے ہیں ایک ترک کے قتل کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ اور یہ وہاں ایک ضرب المثل ہے۔ اور ملک شام میں جاؤ گے تو سُنو گے کہ لوگ علانیہ کہتے ہیں ترکوں کی نسبت ہم انگریزوں کی حکومت کو زیادہ پسند کرتے ہیں تیسری وجہ ان کے اس فقرے سے ظاہر ہے کہ ترک فوجی آفیسر پالیٹکس میں پڑ گئے اور آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے +

کلکتہ اور موجودہ تہذیب کا نتیجہ

موجودہ تہذیب۔ مادی ترقی کے ساتھ۔ روحانی تنزل بھی کر رہی ہے جسکے ثبوت کے لئے دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ کلکتہ ہی کو لیجئے جو برٹش حکومت کا پایہ تخت رہ چکا ہے اور آبادی کے لحاظ سے برٹش سلطنت میں لنڈن سے دوسرے درجے پر ہے۔ اور دُنیا میں بارہواں بڑا شہر ہے۔ وہاں چودہ ہزار ایک سو اکہتر بازاری عورتیں ہیں۔ گویا عورتوں کی کل آبادی میں ان کا اوسط اکتالیس فیصدی ہے۔ ان بازاری عورتوں میں سے دو ہزار نو سو ساٹھ کبیر سنتھی ہیں۔ اور آٹھ سو تین مسلمان کہلانے والی بھی ہیں۔ ہاں از روئے رپورٹ مردم شماری ۷۰ فیصدی ہندوؤں کی آبادی میں سے ۹۰ فیصدی بازاری عورتیں ہیں۔ ہندوؤں میں تو چند فرقوں کے مذہبی فرائض میں یہ امر شامل ہے اس لئے قابل افسوس نہیں مگر مسلمانوں میں یہ بلا کہاں سے آ گئی +

انجمن حدبندی سود

خواجہ غلام الثقلین صاحب بی۔ اے وکیل میرٹھ نے اپنے خیال کو وسعت اور عملی صورت دیکر ایک انجمن بنائی ہے جس میں ان کا مقصد یہ ہے کہ کوئی ڈگری ایسے قرضوں کیلئے جن میں کفالت و ضمانت نہ ہو۔ ۱۲ فیصد سالانہ اور جہاں کفالت و ضمانت ہو ۹ فیصد سالانہ سے زیادہ کی بابت عدالتوں سے نافذ نہ ہونی چاہیئے +

ہمارے خیال میں تو ایسی انجمن کی ضرورت ہے۔ جو مسلمانوں میں قطعاً سُود دینا اور لینا بند کرا دے۔ تاکہ یہ روز کا جھگڑا ختم ہو۔ ربوا کا مال کبھی بابرکت نہیں ہو سکتا اور یَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ کا ابھی فتویٰ کسی صورت میں نہیں ٹلے گا۔ جب تک مسلمان قطعاً توبہ نہ کرینگے۔ تاہم اغیار کی دست بُرد سے بچانے کے لئے جسقدر بھی اس میں کمی ہو غنیمت ہے۔ گو حسرت خیز ہنسیں +

عراق عرب کی آبپاشی کے متعلق ایک تجویز

سر ولیم ولکاکس ٹرکی انجینئر گزشتہ ۹ سال سے ایشیائی ٹرکی کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے جو تجاویز سوچ رہے ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ عراق عرب کو سرسبز زراعتی علاقے کی صورت میں تبدیل کیا جائے۔ دریائے فرات کے علاقہ کیلئے چالیس لاکھ پونڈ اور دریائے دجلہ کے لئے ۳۵ لاکھ پونڈ کی ضرورت ہے۔ اور تمام نہروں و سامان متعلقہ کے انتظام پر پونے دو لاکھ پونڈ۔ اور اس سے سال میں قریباً ایک کروڑ ۵۵ لاکھ کی آمدنی ہو گی۔ گویا قیام انتظام کے ضروری اخراجات کم وضع کرنے کے بعد ۱۹۔ ۲۰ فیصدی خالص منافع ہو گا +

نواب وقار الملک مکہ میں

انجمن خدام کعبہ کی کارروائی ابھی شروع نہیں ہوئی۔ اور اسکے ضوابط کی ترمیم و اصلاح ہو رہی ہے لیکن اسکے فنڈ کی نسبت بحث شروع ہو گئی ہے۔ روپے کے ایک حصے سے ہتھیار وغیرہ خریدنے کا ارادہ ہے۔ مگر اسے رکھیں کہاں۔ ترک موجودہ جنگ میں جو اپنی شجاعت دکھا چکے ہیں۔ وہ سب کو معلوم ہے اس لئے ایک تجویز یہ پیش کی گئی ہے کہ ملک حجاز میں چند انجمن کے ممبر رہیں۔ جو ایسی اشیاء کی حفاظت کریں۔ ادھر نواب حاجی محمد اسمٰعیل خانصاحب رئیس دتاولی جو اپنی انوکھی مگر درست رائے کے سبب اکسٹریمسٹ پارٹی کے بہت مطعون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ترکوں کو بذریعہ انجمن خدام کعبہ نہیں بلکہ بذریعہ ٹیکس حجاج براہ راست مدد دیجائے اور یہ دیکھنے کے لئے کہ روپیہ کا مصرف درست ہے یا نہیں مسلمانان ہند کا کوئی قائم مقام مکہ اور جدہ میں رہے جو اس امر کی نگرانی کرے کہ مسلمانان ہند کے ٹیکس کا روپیہ کہاں جاتا ہے۔ اور آپ اس کے لئے نواب مشتاق حسین صاحب سے بڑھ کر کسی کو موزون نہیں جانتے۔ اپنے مضمون کے آخر میں یہ بات بھی بہت معقول لکھی ہے کہ ابھی تک مسلمانان ہند کی اپنی حالت نہایت پست ہے۔ اور اس قابل نہیں ہے کہ وہ فراموشی کی جائے پس انکی تمام خدمت کو بیرون ہند پر صرف کرانا کسی طرح پر عقلمندی کی یا درستی کی بات نہیں +

ٹرکی کا دیوالہ

گورنمنٹ ٹرکی وزیر داخلہ نے عثمانی ملازموں کی تنخواہ میں نصف کی کمی کر دی ہے جسکی وجہ روپیہ کی قلت کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ اب زمین وغیرہ فروخت کر کے اس قلت کو رفع کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

عالم اسلامی

قسطنطنیہ میں اصلاحیں

ڈیلی ٹیلیگراف نے مذکورۃ الصدر عنوان کے ماتحت ایک مضمون شایع کیا ہے اسکا بیان ہے اگر ترک نقائص حکومت کو دور کردیں تو ممکن ہے کہ دولت عثمانیہ اپنے دشمنوں سے نجات پا جائے لیکن یورپ اس دولت کی مدد کرنے سے عاجز ہے کیونکہ ترک خود اپنی مدد کرنیکے خواہاں نہیں۔یا مدد کرنیسے عاجز ہیں۔لیکن وہ تدابیر جو شاہزادہ حلیم پاشا نے اپنے مقابل کے گروہ کے لئے اختیار کی ہیں نہ اس کو عقل اجازت دیتی ہے اور نہ حب وطنی اور نہ خود حالت سلطنت عثمانیہ۔اسنے بہت سے لایق سیاسی آدمیوں اور گذشتہ کارکنوں کو نکالدیا ہے اور کسی ایک کو قید میں ڈالدیا ہے اور بعض قیدیوں کو سخت سزا دیگئی ہے تاکہ انکو مقابل گروہ کے لیڈروں کے اتہام پر مجبور کیا جاوے اور آج ہمیں خبر ملی ہے کہ حکومت نے ۲۵۰ اشخاص سینوب شہر میں بھیجدیا ہے اور اسکا نتیجہ ملک اور قوم پر بہت برا ہوگا۔ان سخت کارروائیوں سے ملک میں پہلے سے ہی اور بے چینی پھیلنے کا خطرہ ہے خصوصاً جب کہ عثمانیہ بلاد میں سے سخت قلق کے متعلق خبریں آرہی ہیں۔

قتل محمود شوکت پاشا اس سے پہلے ایک عثمانی فریق نے صدراعظم کو لکھا کہ تم استعفا دیدو اور اس عہدہ کے لائق لوگوں کیلئے اسجگہ کو خالی کردو ورنہ انکو اسکے لئے سخت کارروائی کرنی پڑیگی۔اس نوٹس پر ایک کامل ہفتہ گزر گیا اور حکومت نے اسکی مقدور پرواہ نہ کی اور وہ بڑی کوشش میں لگی رہی کہ معلوم کرے کہ یہ کون لوگ ہیں لیکن اس میں کامیاب نہ ہوئی۔جب ڈرانیوالوں نے دیکھا کہ حکومت بالکل خاموش ہے تو انہوں نے دوبارہ منذراً اطلاع بھیجی اور انکے ذہن نشین کیا کہ وہ اب سخت کارروائی کرنے پر عازم ہو گئے ہیں وہ ضرور جس طرح ہو سکے اسکو کئے بغیر نہیں چھوڑینگے حکومت نے اس انذار ثانی کو بھی پہلے کی طرح بڑی حقارت اور لاپرواہی سے دیکھا اور دارالسلطنت میں مختلف جگہوں پر فوج متعین کردی اور ناظم لگا دیئے گویا وہ ابھی ٹیشن کے خوف سے امن کیطرف بیدار ہو گئی مگر قسمتی سے تمام یہ ذریعے ان آدمیوں کو اس کارروائی سے جو وہ کرنا چاہتے تھے روک نہ سکے بلکہ انہوں نے بڑی جرأت اور استقلال سے اپنے ارادے کو پورا کیا۔شوکت پاشا اپنے گھر سے موٹر کار میں سوار ہوا تاکہ بختہ رامز میں جاوے جہاں کہ آگ لگنے کا حادثہ ہو چکا تھا۔مگر صیغہ جنگ کا افسر موجود نہ تھا اسلئے وہ دو گھنٹے ٹھہر کر اپنی خاص سواری میں بیٹھ کر باب عالی کی طرف چلا راستے میں اوقلیر ماسی پر ایک جنازہ ملا جہاں کہ ایک مکان بن رہا تھا۔ایک طرف جنازہ والے تھے اور دوسری طرف پتھر تھے اسلئے شوکت پاشا کو وہاں ٹھہرنا پڑا اتنے میں دو آدمی آگے بڑھے اور انہوں نے اسکی گاڑی کی شیشے توڑ ڈالے اور اسپر تین گولیاں چلائیں ایک سر اور دو سینے میں لگیں۔اور وہ اسی وقت مر گیا۔اور یہ بات صحیح نہیں ہے کہ وہ آدھ گھنٹہ بعد فوت ہوا اور فلاں فلاں بات کی پہلی گولی نے ہی اسکا کام تمام کر دیا جب انکو یقین ہو گیا کہ صدراعظم مر گیا ہے ۱۰ منٹ ۸ منٹ تک صدراعظم حادثہ کی جگہ پر رہا۔اسکے بعد نظارت حربیہ میں خبر پہنچی۔اور انہوں نے دیکھا تو وہ خون میں تیر رہا تھا۔حکومت نے بڑی چستی دکھلائی۔فوج گلی کوچوں میں پھیلا دی۔۱۰ بجے رات کے بعد کسی کو نکلنے کی اجازت نہ تھی جب سلطان اعظم کو یہ خبر پہنچی انہوں نے ارکان دولت کو طلب کیا اور چار بجے کے بعد سعید پاشا حلیم کو صدارت کا وکیل بنا ینکا اعلان شائع کیا۔

سلطانی خط میرے وزیر محمد سعید پاشا محمود شوکت پاشا صدراعظم اور ناظر یہ کی شہادت کی خبر نے ہمکو بہت غمگین کیا ہے ہم آپکو انکی جگہ اس رتبہ عالیہ پر مقرر کرتے ہیں آپکو اللہ تعالے اسکی توفیق عطا کرے

سلطنت عثمانیہ ڈیلی ٹیلیگراف کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت بلقان اسبات کا اصرار کر رہی ہیں کہ ٹرکی انکو تاوان جنگ دے اس سے اصلاح مقدونیا کا خرچ جو دول عظمے نے دولت عثمانیہ پر لگایا ہوا ہے وہ پانچ ملین گنی کی بجائے سات ملین گنی آیندہ سال ہو جائیگا اور ممکن ہے کہ دس ملین یا ۲۰ ملین قرض ہو جائے اور تب اس میں سے تاوان جنگ لیا جاوے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جب دول عظمے نے ٹرکی کے محصول در آمد پر موافقت کی تو سلطنت عثمانیہ نے ارادہ کر لیا کہ وہ .... ۵ گنے ہر سال اصلاحوں پر خرچ کرینگے اور بیشک یہ سالانہ مقدار جو دولت عثمانیہ نے اصلاحات کے لئے الگ کردی ہے چار ملین کے قرضہ کی ضمانت کے لئے کافی ہے اور جب یہ پہلے قرض میں شامل ہو جائیگا تو ۱۶ ملین قرض ہو جائیگا

شامی کانفرنس ۲۲ جون کو پیرس میں ایک کانفرنس کا آخری جلسہ ہوا۔اور تمام ڈیلیگیٹوں نے فرانسیسی زبان میں جلسہ کی کارروائی کی اور صراحتاً اظہار کیا۔کہ وہ سلطنت عثمانیہ سے بڑا اخلاص رکھتے ہیں اور کہا ولایات عربیہ کو داخلی استقلال عطا ہونا چاہیئے۔اور ان صوبجات میں عربی زبان کو جاری کیا جائے اور ہر صوبے کا نصف خرچ اسی صوبہ کی رفاہ عام اور ضروریات پر خرچ ہو اور نصف خرچ بیت المال عثمانیہ میں جمع ہو۔عرب کے مسلمانوں اور مسیحیوں کو مساوی حقوق ملنے چاہئیں۔

عراق عرب حالت بصرہ نظارت داخلیہ عثمانیہ نے شائع کیا ہے کہ ۲۰ جون بروز جمعہ کو فرید بک جرنیل بصرہ چند دیگر افسروں نے سپاہیوں سمیت حسر العشار کی طرف جا رہے تھے۔جب چار نامعلوم اشخاص نے انپر فائر کئے اور قائد البصرہ کو قتل کر دیا اور نوری بک اور دو سپاہیوں کو زخمی کر دیا باقی ساتھیوں نے کوشش کی اور انپر گولی چلانے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اشخاص وہاں سے پہلے ہی چلدیئے تھے والئے بصرہ بیان کرتا ہے کہ اسنے امن عامہ کی محافظت کے لئے لازمی وسایل اختیار کر لئے ہیں اور باقاعدہ تحقیقات شروع کر دی ہے اور نظارت داخلیہ کو نتائج تحقیق سے آگاہ کر دیا جاویگا

یمن۔سیّد ادریسی حکومت عثمانیہ نے سیّد ادریسی کے تمام مطالبات تسلیم کر لئے ہیں۔حکومت نے سیّد ادریسی کے پاس محمد سدکم بک والی صنعاء کے ماتحت علماء اور امراء کا وفد روانہ کیا تھا تاکہ وہ سیّد ادریسی کے مطالبات پر اتفاق کر لیں اور والئے صنعاء نے باب عالی میں تمام مطالبات ادریسی روانہ کر دیئے ہیں اور ان میں ایک یہ بھی ہے کہ حکومت باقی بلاد کے ساتھ جزیرہ فرسان بھی اسکے حوالہ کر دیں جو بحیرہ قلزم میں واقع ہے اور یہ بھی خبر ہے کہ وفد عثمانی اس قبیلہ کی سرحد پر مدت رہیگا اور پھر حدیدہ کو واپس چلا آئیگا۔

نجد۔امیر ابن رشید ابن رشید جو جہات نجد میں بستا ہے وہ ابتک سرکاری خزانہ عثمانی سے ۲۵۰۰ پونڈ ہر سال لیتا تھا اور سلطان عبدالحمید نے اس سے تو سال پیشتر اسی ابن رشید کو تین ہزار پونڈ بطور ہدیہ روانہ کئے تھے اور حکم دیا تھا کہ پچیس ہزار پونڈ اسکو دئے جاویں تاکہ وہ امیر ابن مسعود سے لڑائی کرے لیکن عثمانی وظیفہ خواروں نے اس سال میں بہت کچھ اڑا لیا تھا اور باہم بانٹ لیا تھا اور ابن رشید کے ہاتھ میں صرف اتنا ہی پہنچا تھا جو کہ ابن الرشید کے دو ہزار سپاہیوں کے لئے بمشکل کافی ہو سکتا تھا۔اور جبان دو ہزار آدمیوں نے مسعود پر حملہ کیا ابن مسعود نے انکی خوب خبر لی اور ناگفتہ بہ حالت کے ساتھ انکو پراگندہ کر دیا

ان الدّین عند اللہ

الاسلام

الوزن یومئذ الحق

اعمال کے متعلق مختلف مذاہب کا عقیدہ

اعمال انسانی کے متعلق مختلف مذاہب نے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے بعض مذاہب کا خیال ہے بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ اسلام کے سوا قریباً دیگر کل مذاہب کا عقیدہ ہے کہ انسان کو کچھ احکام دئے گئے ہیں اور اگر وہ ان میں سے ایک حکم کو بھی ٹالتا ہے اور اسکی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسپر وہ سزا کا مستحق ہے کیونکہ اسنے احکام الٰہیہ کا خلاف کیا اور جس طرح حکومتیں ایک مجرم کو صرف ایک جرم پر سزا دیتی ہیں۔ اور یہ بحث نہیں کرتیں کہ آیا اس نے دوسرے احکام کو بھی توڑا ہے یا نہیں اسی طرح خدا تعالےٰ بھی اپنی شریعت کو توڑنیوالوں کو سزا دیگا خواہ اسنے ایک ہی گناہ کیا ہو جیسے بچہ عدالتوں میں ایک شخص پیش ہوتا ہے اور اسپر چوری کا الزام لگایا جاتا ہے اب مجسٹریٹ یہ تو دیکھتا ہے کہ آیا اسنے چوری کی ہے یا نہیں مگر یہ نہیں دیکھتا کہ اسنے اور کسقدر قانون توڑے ہیں اور آیا یہ گورنمنٹ کے بنائے ہوئے قواعد پر زیادہ تر عمل کرتا ہے یا زیادہ تر انکے خلاف چلتا ہے اسی طرح خدا تعالےٰ بھی ایک شخص کے گناہ پر اگر واقعی اس سے سرزد ہوا ہے اسے سزا دیگا اور یہ نہیں دیکھیگا کہ وہ شریعت کے دیگر احکام پر عمل کرتا رہا ہے یا نہیں

اعمال انسانی کے متعلق اسلام کا عقیدہ

برخلاف اسکے اسلام یہ کہتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اعمال کا موازنہ کریگا اور اگر ایک شخص بھولکر اور کبھی کبھی کسی غلطی کا ارتکاب کرتا رہا ہے تو اسے وہ معاف کر دیگا بشرطیکہ اسکا نیکی کا پلڑا بھاری ہو اور ہر ایک عمل کا موازنہ ہوگا اور یہی تعلیم سچی اور اعلیٰ ہے کیونکہ اسکی تصدیق خود قانون قدرت سے ہوتی ہے انسان جسم و روح سے مرکب ہے اور ان دونوں اجزا کے لیئے خدا تعالےٰ نے دو قانون مقرر کئے ہیں جو ایکدوسرے سے ایسے پیوستہ ہیں کہ ایک سے دوسرے کی نسبت ہدایت ہو سکتی ہے اور اس میں یہ حکمت ہے کہ روح ایک لطیف چیز ہے اسکی حالتوں کو دیکھنے اور اسکی ضروریات کو معلوم کرنیکے لئے ضرور ہی کوئی بیرونی مشاہدہ ایسا چاہئیے کہ جو ہمیں اسکی حقیقت کی طرف ہدایت کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی پوشیدہ بیماریوں کے اظہار کے لئے خدا تعالیٰ نے کچھ آثار مقرر کر دیئے ہیں کہ جن سے اسکا پتہ لگجاتا ہے جیسا کہ انسان کا خون خراب ہو جانے پر بدن پر مختلف قسم کی پھنسیاں نکل آتی ہیں اور ان میں یہ حکمت ہوتی ہے کہ انسانکو پتہ لگجاتا ہے کہ میرا خون خراب ہو گیا ہے میں اسکا علاج کراؤں یا معدہ کے خراب ہوتے ہی زبان اور منہ کے مزہ سے اسے اس نقص کی اطلاع ملجاتی ہے اور اسی طرح اللہ تعالےٰ نے روحانی سلسلہ کے بالکل مطابق جسمانی سلسلہ قائم کر دیا ہے تاکہ انسان جسمانی سلسلہ کو دیکھکر اس سے روحانی سلسلہ کو بھی قیاس کرے اور اگر یہ دونوں سلسلہ بالکل مطابق نہ ہوں تو انسان ہلاک ہو جائے کیونکہ روحانی سلسلہ سے واقفیت کی کوئی سبیل نہ رہے اور جس طرح پوشیدہ بیماریوں کے آثار اگر بدن کے ظاہر حصہ پر نہ ہوں تو صحت انسانی بالکل برباد ہو جائے۔ اسی طرح اگر سلسلہ جسمانی کیفیات روحانی پر روشنی نہ ڈالتا ہے تو لوگ اس سے بالکل جاہل رہکر اسکے علاج و درمان سے عاجز آجائیں۔

غرضیکہ سلسلہ جسمانی کو دیکھکر ہم روحانی سلسلہ کا بھی قیاس کر سکتے ہیں اور اسلئے موازنۂ اعمال کے مسئلہ کا فیصلہ بھی جسمانی سلسلہ کو دیکھکر ہو سکتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی سنت جسم انسانی کے متعلق بھی موازنۂ اعمال ہی ہے اور اکثر بدپرہیزیاں انسان کرتا ہے مگر وہ بیمار نہیں ہوتا۔ ہاں جب بدپرہیزی اسکی اصل طبیعت کی صحت پر غالب آجاتی ہے تب وہ بیمار ہوتا ہے دھوپ میں پھرنیوالوں کی آنکھیں خراب ہوتی ہیں مگر یہ نہیں ہوتا کہ ادہر کوئی دھوپ میں نکلا اور ادہر فوراً اسکی آنکھیں خراب ہو گئیں بلکہ جب تمازت آفتاب کثرت سے اسکی آنکھوں پر اثر کرتی ہے تو پھر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ اسکی آنکھیں رمد آلود ہو جاتی ہیں یہی حال تمام بیماریوں کا ہے کہ انکے جرم ایک تندرست آدمی کے اندر بھی موجود ہوتے ہیں لیکن اسکی صحت اسی وقت خراب ہوتی ہے اور بیماری اسی وقت اسپر غالب آتی ہے جبکہ جرم صحت کے جرموں پر غالب آجائیں اس سلسلہ کو دیکھکر ہم آسانی سے معلوم کر سکتے ہیں کہ روحانی سلسلہ بھی اسی طرح چلتا ہے اور خدا تعالےٰ روحانی مجرموں کو بھی اسیوقت سزا دیتا ہے جبکہ گناہ نیکی سے زیادہ ہو جاتے ہیں کیونکہ گناہ روح کے لئے بمنزلہ کرمہائے بیماری ہے اور نیکی ایسی ہے جیسے قوائے صحت۔ پس جب گناہ نیکی پر غالب آجائیں روح انسان کی بیمار قرار دیجاتی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں ایک شخص خدا سے دور قرار دیا جاکر سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

ہاں جس طرح بعض بدپرہیزیاں ایسی ہوتی ہیں کہ انسے فوراً کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے اسی طرح بعض ایسی بدپرہیزیاں ہیں کہ جنکا مرتکب ہونے سے روح انسانی بیمار ہو جاتی ہے اور اس ایک جرم کے ارتکاب سے ہی وہ دکھ میں پڑجاتی ہے جیسے زنا قتل عمد۔ ڈاکہ بغاوت وغیرہ اور ان جرائم کا مرتکب فاسق یا کافر کہلاتا ہے یعنے اسے روحانی بیمار قرار دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ اسلام کی تعلیم بالکل شواہد قدرت کے مطابق ہے اور اس نے روحانی سلسلہ کو جسمانی سلسلہ کے مطابق کر کے دکھایا ہے

علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ سولے شاذ و نادر کے تمام انسانوں میں کوئی نہ کوئی نقص پایا جاتا ہے اور یہ نہایت شاذ ہوتا ہے کہ جسم انسانی کے تمام اعضا بالکل صحیح ہوں حتیٰ کہ بعض اطبّا تو کہتے ہیں کہ کوئی انسان بھی نہیں جسکا جسم ہر ایک قسم کی بیماری سے پاک ہو لیکن ہم ساری دنیا کو بیمار نہیں کہتے بلکہ موازنہ کر کے فیصلہ کرتے ہیں اگر بیماری غالب ہے تو وہ بیمار کہلاتا ہے ورنہ تندرست اسی طرح انسان چونکہ ضعیف ہے اس سے نسیان اور غلطی سے بعض کمزوریوں کا ظاہر ہونا بعید نہیں مگر ان کمزوریوں کی وجہ سے اسے جہنم میں نہیں پھینکا جا سکتا بلکہ اگر کثرت سے اس سے نیکیاں سرزد ہوتی ہیں تو کسی وقت بوجہ بشریت کچھ غلطی بھی ہو جائے تو اس سے اللہ تعالےٰ چشم پوشی کریگا۔

باقی رہا دنیا کی حکومتوں کا فیصلہ انکے فیصلہ کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ وہ کسی خلاف ورزی کو اسلئے معاف نہیں کر سکتیں کہ وہ خود مالک نہیں ہیں بلکہ دوسروں کے حقوق کی نگران ہیں مگر اللہ تعالیٰ خود مالک ہے وہ اپنے حقوق کو معاف کر سکتا ہے کیا دنیا کے مالکوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ اپنے خدام کی بہت سی غلطیوں کو معاف کر دیتے ہیں اور جو نوکر تندہی سے کام کرے اگر کچھ غلطی بھی کر بیٹھے تو اس سے چشم پوشی کرتے ہیں اور اسی ملازم پر عتاب کرتے ہیں کہ جو اکثر اوقات غلطیاں کرتا ہو پھر کیا خدا کے اخلاق نعوذ باللہ بندوں کے اخلاق سے ادنیٰ ہو سکتے ہیں اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا اور دیگر مذاہب کے خلاف فرماتا ہے کہ " من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیہ و اما من خفت موازینہ فامہ ھاویہ جنکی نیکیاں کم ہونگی اور بدیاں زیادہ ہونگی وہ ہاویہ میں جائینگے اور یہ وہ تعلیم ہے جو فطرت انسانی اور شواہد قدرت کے مطابق ہے اسی لئے کہا ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام

تصدیق المسیح

موجودہ زمانے کا رہبر

دنیا کا بغیر رہبر کے کام نہیں چلتا

دنیا کے کسی کام کو دیکھو اسکے کسی صیغے کی جانچ پڑتال کرو انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر قدم پر رہبر و رہنما کی ضرورت پڑتی ہے بغیر رہبر و رہنما کے یہ سلسل دنیا میں چلتے نظر نہیں آتے معمولی معمولی باتوں کے لئے گائیڈ کی ضرورت پڑتی ہے غرضیکہ یہ ایک مسلم امر ہے۔ بلکہ ہر کام میں ضروری جزو ہے و سبلاً لعلکم تھتدون و علامات و بالنجم ھم یھتدون معمولی سے معمولی گاؤں میں راستے اور راہیں بنی ہوئی ہوتی ہیں قصبوں اور شہروں کے مابین سڑکیں شارع عام اور علامات کے طور پر کھمبے نصب کئے ہوتے ہیں جو کہ رہبروں کے لئے رہنماؤں کا کام دیتے ہیں اور باوجود ان راستوں اور علامات کے پھر بھی لوگ قائدوں کے محتاج رہتے ہیں۔ اور انکو پوچھنا پڑتا ہے کہ یہ راہ کہاں جاتا ہے اسی طرح دنیا کے ہر کام میں ایک رہبر کی ضرورت پڑتی ہے اور بغیر کسی واقفکار کے کسی کام میں ترقی کرنا قریباً محال ناممکن اور مشکل ہوتا ہے جب اس چند روزہ عارضی زندگی کے لئے بلکہ ہر ایک کام اور شعبہ کے لئے ایک رہبر کی ضرورت پڑتی ہے تو کیا وجہ کہ روحانی امور میں رہبر نہ ہوں جو کہ دنیاوی امور سے بدرجہا دقیق بلکہ ادق ہوتے ہیں۔

اس خواہش کو اللہ تعالیٰ پورا کرتا ہے

ہم اگر صحیفہ قدرت کو بنظر غائر ملاحظہ کریں تو ہمیں صاف اور کھلے طور سے نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسانی خواہش کو پورا کیا ہے اور کوئی ایسی ضرورت نہیں اور کوئی ایسی انسانی روح کی پیاس نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے پورا اور سیراب نہ کیا ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے واٰتاکم من کل ما سالتموہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا اور اگر اللہ تعالیٰ نے تمکو سب کچھ عطا فرمایا جو تم نے اس سے مانگا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو تم ہرگز اسکو شمار نہیں کرسکوگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی روح میں یہ خواہش ودیعت کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہے اور اسلئے بقا طلب ہیں دنیاوی امور کے لئے بہت ہی زیادہ سامان کے ساتھ مالا مال کیا گیا ہے حالانکہ یہ دنیا محض عارضی اور چند روزہ ہے تو کیا ہمیں اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے روح کی اس خواہش بقا کو بھی پورا کرنیکے سامان پیدا کئے ہیں۔ کیونکہ وہ رب العالمین ہے اور العالمین میں ارواح بھی شامل ہیں پس روحانی تربیت کے لئے بھی ضرور اللہ تعالیٰ نے خاطر خواہ سامان پیدا کئے ہونگے۔ ام حسبتم انما خلقناکم عبثاً وانکم الینا لا ترجعون۔ کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ تمکو ہمنے عبث اور بیہودہ بنایا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں آؤگے

انسانی روح کی تڑپ کا علاج

اللہ تعالیٰ نے جو تمام عالموں کا رب ہے جسکے ذمہ ہر عالم کی پرورش اور تربیت ہے اسنے روح کے جذبات کو پورا کرنیکے سامان بھی ضرور پیدا کئے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک روح میں یہ جذبہ پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے محبوب اور پیارے سے ہمکلام ہو۔ اور محبت اسی وقت پوری بھی ہوسکتی ہے جبکہ معشوق سے مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو اور اگر آگے سے کچھ جواب نہ ملے اور ہماری تمام آواز و پکار رائگاں جائے تو فطرت انسانی کے ماتحت ہمیں استقلال سے اپنے تعلق کو جاری رکھنے کی ہمت نہیں پڑتی لیکن اگر ہماری درخواست کے جواب میں آگے سے بھی کوئی محبت کا فرمان جاری ہو تو ہماری ہمت اور بڑھتی ہے۔

علاوہ ازیں ہم فطرت انسانی کو دیکھتے ہیں تو اس میں یہ جذبہ پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے بڑوں سے قرب پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اور جب تک قرب حاصل نہ ہو اسے مزا نہیں آتا اور وہ کبھی تسلی نہیں پاسکتی پس جبکہ یہ جذبہ ہماری فطرت میں موجود ہے تو ضرور ہے کہ اس جذبہ کو پورا کرنیکا سامان بھی ہو کیونکہ جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں خدا تعالیٰ نے فطرت انسانی کے تمام جذبات کو پورا کرنیکے سامان پیدا کئے ہیں اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اسپر اعتراض آتا ہے کہ اسنے ہمارے اندر ایک چیز تو پیدا کی لیکن اسکے پورا کرنیکے سامان نہ بنائے۔

سب سے کلام نہیں ہوسکتا

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ہر ایک شخص سے کلام نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ گنہگاروں سے محبت کا کلام نہیں کرسکتا اسلئے ضرور ہے کہ وہ صرف انہیں لوگوں سے کلام کرے جو اسکے حضور میں اپنے نفوس کی قربانی کرکے سجدہ عبودیت میں گر جائیں اور ایسے آدمیوں کا وجود ہر زمانہ میں ضروری ہے تاکہ عام لوگ انکے لئے نمونہ ہوں اور کمزور آدمیوں کے لئے سہارا کیونکہ اگر ایسے نمونے موجود نہ ہوں تو شاید بعض بعض لوگ تھک کر رہجائیں اور خدا کے رستے میں کوشش ترک کردیں لیکن ان نمونوں کی موجودگی میں کمزور سے کمزور آدمی کی بھی ہمت بندھ جاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو پاک کرنا اور خدا سے قرب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور بسا اوقات خدا تک پہنچ جاتا ہے ان پاک فطرت انسانوں میں سے جو اپنے محبوب کے ملنے کے لئے بالکل گداز ہو جاتے ہیں اور اپنی خواہشات کو بالکل خدا کے راستہ میں فنا کردیتے ہیں۔ اور بڑھتے بڑھتے اسکے بہت قریب چلے جاتے ہیں ایسے لوگوں پر کلام الٰہی اس کثرت سے نازل ہوتا ہے اور وہ ایسے درجہ عظمت کو حاصل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکا نام نبی رکھتا ہے اور وہ خدا کے حکم کے پہنچانیکے لئے مامور ہوتے ہیں چنانچہ رسول کریم نے مسلمانوں کو بشارت دی تھی کہ تمہاری فطرت کے جذبات کو پورا کرنیکے لئے خدا تعالیٰ ہمیشہ سامان مہیا کرتا رہیگا اور تم میں ایسی پاک فطرت کے لوگ بھی پیدا ہوتے رہینگے جو نبوت کا درجہ پائینگے۔ چنانچہ ہمنے اس قسم کا ایک شخص دیکھا ہے اور ہماری یہ عینی شہادت ہے اور ہم شہادت اللہ کو چھپا نہیں سکتے کہ اسنے آکر بڑے آیات بینات سے ثابت کردیا ہے کہ خدا ہے اور وہ خدا زندہ خدا ہے اور اسنے سینکڑوں نہیں ہزاروں نشانوں سے دنیا کو دکھا دیا ہے کہ واقعی خدا ہے اور واقعی مذہب اسلام زندہ مذہب ہے اور واقعی وہ خدا کا فرستادہ اور مسیح موعود تھا کیا زمانہ کو حق حاصل ہے کہ اسکے منجانب اللہ ہونیسے انکار کرسکے

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

دنیا خدا کی بڑی حجت ملزمہ کے نیچے ہے اللہ تعالیٰ نے اتنے نشان اسکی سچائی اور صداقت کیلئے ظاہر فرمائے ہیں کہ اب انکار کی گنجائش باقی رہتی نہیں دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا یہی ایک الہام آپکی صداقت کے لئے کافی ہے کیا اس الہام نے تصدیق مسیح نہیں کی ہمنے اس مضمون میں دکھلایا ہے۔ کہ بغیر رہبر کے کوئی کام کامل نہیں ہوسکتا خواہ روحانی ہو یا جسمانی روحانی امور کے رہبر نبی اور رسول مجدد ہوتے ہیں سب کے سردار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے آپکے بعد میں آنیوالوں میں سے ایک عظیم الشان سپہ سالار ہمارے زمانہ میں آیا اور وہ مسیح موعود تھے صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لئے اللہ تعالیٰ نے بکثرت نشان دکھلائے اور خدا تعالیٰ نے بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی دنیا پر ظاہر کردی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا تھا اور وہ تصدیق المسیح کے لئے آسمانی نشانوں کی بارش نازل فرماتا ہے اور زمین الوقت کہکر تصدیق المسیح کے گیت گا رہی ہے کاین من اٰیۃ فی السمٰوٰت والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون نشانوں سے وہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو انپر غور کرتے اور سوچتے ہیں بے ایمانوں کو نشان بالکل مفید نہیں ہوا کرتے ما تغنی الاٰیٰت والنذر عن قوم لا یؤمنون مبارک ہیں وے جو امنا وصدقنا کہکر تصدیق المسیح کے نشانوں کو بڑھائیں و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

امر بالمعروف

نماز با جماعت

ہم نے گزشتہ سے پیوستہ کے الفضل میں اسی عنوان کے نیچے ایک مضمون لکھا تھا اور بتایا تھا کہ نماز باجماعت کیسی ضروری ہے اور قرآن شریف میں اسکا حکم بہت تاکید سے آیا ہے حتیٰ اگر کوئی شخص بغیر کسی معقول عذر کے نماز باجماعت سے غافل ہو تو اسکی نماز ہوتی ہی نہیں لیکن ایک دفعہ کا لکھنا ہی کافی نہیں ہوتا بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو ایکدفعہ ایک بات سنکر متاثر ہوتے ہیں مگر پیشتر اسکے کہ وہ اسپر عامل ہوں سستی اپر غالب آجاتی ہے اور پھر وہ اپنی غفلت میں پڑ جاتے ہیں لیکن اگر بار بار انکے کان میں پڑتا ہے کہ فلاں کام تمنے کرنا ہے تو وہ کبھی نہ کبھی راہ راست پر آ ہی جاتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے یہی طریق اختیار کیا ہے اور بار بار انسان کو ضروری امور کی طرف بلاتا ہے اور پیشتر اسکے کہ کوئی آدمی قرآن شریف ختم کرے اسے ضروری امور پر بیسیوں دفعہ عبور ہو جاتا ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ دلائل سے نئے نئے طریق سے وہ اسکے گوش گزار ہو جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کذلک نصرف الایٰت لقوم یشکرون۔ میں بھی اسی سنت پر عمل کرتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کس کس کو میری تحریر سے فائدہ پہنچا اور انہوں نے اپنی غفلت کو ترک کرکے نماز باجماعت ادا کرنی شروع کردی کونسی روحیں ہیں۔ جو ایک دفعہ اور یاد دہانی کی محتاج ہیں میرا کام پہنچا دینا تھا سو مینے پہنچا دیا جبراً منوانا میرا کام نہیں وما علینا الا البلاغ مگر ایسی طبیعتوں کے لئے جو ایک دفعہ سے زیادہ محتاج ہوتی ہیں۔ میں پھر اس بات پر زور دیتا ہوں کہ نماز باجماعت پر قائم ہو جاؤ یہ خدا کا حکم ہے اسے ترک نہ کرو اس سے غافل نہ ہو اس میں سستی نہ کرو۔ ورنہ خدا تعالےٰ ناراض ہو جاویگا اور تم گنہگار ہو گے اپنی نمازوں کو ضائع نہ کرو اور خدا کے گھر کو آباد کرو اور ذکر الٰہی کی کثرت کرو کیونکہ یہ انسانی ترقی کا ذریعہ ہے ابلغکم رسالٰت ربی وانصح لکم واعلم من اللہ ما لا تعلمون میں تمہیں خدا کے پیغام پہنچاتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں اور خدا نے مجھے وہ کچھ سکھایا جو تمہیں نہیں سکھایا جو خدا کے حکم کو رد کرتے ہیں جو اسکی نعمتوں کا شکر نہیں کرتے وہ انسے اپنی نعمتیں بند کر لیتا ہے اور اپنے فضل ان سے چھین لیتا ہے نماز باجماعت ایک فضل تھا اور اس میں بیسیوں قسم کے فوائد تھے مگر افسوس کہ تمنے اس سے فائدہ اٹھانا چھوڑ دیا۔ ہندوستان میں مسجدیں بہت ہیں اور اب نئی مساجد کی بمشکل ضرورت ہے مگر وہ ویران پڑی ہیں اور بعض مساجد تو ایسی غیر آباد ہیں کہ وہاں نجاست پڑی رہتی ہے اسوقت مساجدیں بجائے آدمیوں کے کتے - کبوتر اُلّو رہتے ہیں بہت مسجدیں ہیں کہ جہاں ایک شخص بھی نماز کے لئے داخل نہیں ہوتا۔ ایسی غیر آباد مساجد کو آباد کرو کہ یہ خدا کا ایک فضل ہوگا اور تم ان کی نعمتوں کے وارث ہو جاؤ گے (انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوٰة واتی الزکوٰة ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اولٰئک ان یکونوا من المھتدین۔

خدا کے پاک بندے نماز باجماعت کا بہت لحاظ رکھتے ہیں صحابہ کی عادت تھی کہ اگر ایک مسجد میں نماز ہو چکتی۔ وہ دوسری مسجد کی طرف بھاگتے اور جہاں نماز ملتی باجماعت ادا کرتے ایک شخص کی نسبت مینے سنا ہے کہ اسکی تنخواہ پندرہ سولہ روپیہ تھی مگر اسنے ایک آدمی کو پانچ روپیہ پر صرف اسلئے ملازم رکھا ہوا تھا کہ سرکاری ملازمتوں میں دورہ کیوقت بعض دفعہ کوئی اور آدمی نہیں ملتا اور جماعت کی نماز نہیں ملتی مسلمانوں میں ایسے نیک لوگ ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ انکی اقتدا کرو اپنی نجاستوں کو دور کرکے نفوس کو پاک کرو۔ کہ نفیس طبیعتیں نجاستوں کو پسند نہیں کرتیں۔ بھلا تمہارا دل چاہتا ہے کہ تمہارے بدن پر میل کچیل لگی ہوئی ہو اور تمہارا لباس غلاظت سے ملوث ہو اگر یہ پسند نہیں کرتے تو تم یہ کیونکر پسند کر سکتے ہو کہ تمہاری روح طرح طرح کے گناہوں اور بدیوں میں گرفتار ہو اور نیکی اور تقویٰ تم سے چھٹ جائے اور تم ایسے شخص کی طرح ہو جاؤ جسکا تمام بدن ناپاک ہو تم اسے پسند نہیں کرتے پھر کیوں اپنی اصلاح کی فکر نہیں کرتے نماز باجماعت ایک غسل ہے جو روح کی سستیوں اور کمزوریوں کو بالکل دور کر دیتا ہے ۔

نماز باجماعت کا ایک عظیم الشان فائدہ میں تمہیں بتاؤں کہ جو کبھی اکیلی نماز میں حاصل نہیں ہو سکتا نماز کیا ہے ایک تحفہ ہے ایک ہدیہ ہے جو انسان خدا کے حضور پیش کرتا ہے جب اکیلا ہو کر اس ہدیہ کو پیش کرتا ہے تو ممکن ہے خدا اس ہدیہ کو رد کر دے کیونکہ ہر ایک انسان بالکل پاک کمزوریوں سے محفوظ نہیں ہوتا اور بعض دفعہ انسان اپنے اعمال سے خدا تعالےٰ کو ناراض کر دیتا ہے اسوقت اسکی دعائیں رد کر دیجاتی ہیں اور بارگاہ ایزدی میں قبولیت کا مرتبہ نہیں پاتیں لیکن جب وہ نماز باجماعت میں اپنی دعاؤں کا ہدیہ پیش کرتا ہے تو اسوقت دوسرے لوگوں اور منعم علیہ جماعت کی دعاؤں کیساتھ اسکی دعائیں بھی قبول ہو جاتی ہیں ۔

اس اصل کو سمجھانیکے لیے میں ایک واقعہ حضرت عائشہ کا پیش کرتا ہوں آپکو عادت تھی کہ سخاوت بہت فرماتی تھیں اور جو کچھ خدا تعالےٰ آپکو دیتا غربا کو لٹا دیتیں آپکی اس عادت کو بعض آپکے رشتہ دار ناپسند کرتے اور خیال کرتے تھے کہ ہمارے حقوق اس طرح تلف ہوتے ہیں اگر یہ روپیہ جمع کرکے رکھیں تو ہم اسکے وارث ہونگے چنانچہ آپکا بھانجہ حضرت عروة بن الزبیر رضنے ایک دفعہ اسکا اظہار بھی کر دیا کہ حضرت عائشہ کو اس سخاوت سے روکنا چاہیئے جب وقت آپکو معلوم ہُوا تو آپنے حضرت عروہ سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھائی کہ اگر میں عروہ سے ملوں تو اتنے غلام آزاد کرونگی۔ حضرت عروہ نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح میرا قصور معاف ہو مگر حضرت عائشہ انسے ملنے سے انکاری ہی رہیں آخر کبار صحابہ میں سے بعض نے آپس میں صلح کروانیکا ارادہ کیا اور تجویز یہ ہوئی کہ کسی طرح حضرت عائشہ تک آپکو پہنچا دیا جائے یہ آپ راضی کر لینگے ایکدفعہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور چند اور صحابہ حضرت عروہ سمیت آپکے مکان میں حاضر ہوئے اور اندر آنیکی اجازت طلب کی اور کہلا بھیجا کہ ہم اندر آنا چاہتے ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا آجاؤ چونکہ اس جماعت میں حضرت عروہ بھی شامل تھے اسطرح انہیں بھی اندر جانیکی اجازت ہوگئی اور اندر جاتے ہی وہ پردے میں گھس کر حضرت عائشہ سے معافی خواہ ہوئے اور آخر خالہ نے اپنے بھانجے کو معاف کر دیا مگر اسیوقت غلام منگوا کر آزاد کئے اور اسی طرح پھر اپنی سخاوت جاری رکھی ہمیں اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ منعم علیہ گروہ کیساتھ ملکر جب معتوب جاتے ہیں تو وہ معتوب بھی قبول کر لئے جاتے ہیں اسلئے نماز باجماعت میں جب کمزور اور قوی نیک اور بد منعم علیہ معتوب سب ملکر اور ایک ہو کر خدا کے حضور میں عرض کرتے ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے اور ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ منعم علیہ گروہ کی خاطر ان دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور ان دعاؤں میں ان کمزور اور ضعیف انسانوں کی بھی دعائیں ہوتی ہیں جو اپنے اعمال کی کمزوری کیوجہ سے معتوب ہوتے ہیں اور اس طرح انکی دعائیں بھی قبول ہو جاتی ہیں اور انہیں بھی ہدایت کا راستہ ملجاتا ہے پس نماز باجماعت ایک ذریعہ ہے کہ جس سے انسان خدا تک پہنچ جاتا ہے اور اگر وہ خود کمزور ہے تو دوسرے قوی بھائیوں کی مدد سے اپنے مطلب میں کامیاب ہو جاتا ہے یہ حکمت کی باتیں ہیں انہیں قبول کرو اور خدا کے فضل عظیم سے حصہ لو تا کامیاب ہو جاؤ ۔

تاریخ اسلام

سیرۃ النبیؐ

خشیت الٰہی

آپ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرتے پہلے میں ذکر کر چکا ہوں کہ آنحضرت اپنی نسبت فرماتے تھے۔ کہ وما ادری ما یفعل بی میں نہیں جانتا۔ کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ اس سے بھی بڑھکر یہ بات ہے کہ آپ کبھی اسباب کا دعوی نہ کرتے کہ اپنے اعمال کے زور سے جنت کے وارث بن جائیں گے بلکہ ہمیشہ یہی تعلیم دیتے کہ خدا کے فضل سے جو کچھ ملیگا ملیگا اور اپنی نسبت بھی یہی فرماتے کہ میری نجات بھی خدا کے ہی فضل سے ہوگی حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لن یدخل احداً عملہ الجنۃ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ بفضلہ و رحمتہ فسددوا وقاربوا ولا یتمنین احدکم الموت اما محسناً فلعلہ ان یزداد خیرا و اما مسیئا فلعلہ ان یستعتب فرماتے ہیں میںنے رسول کریم کو ایک دفعہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی کو اسکا عمل جنت میں نہیں داخل کریگا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہونگے آنحضرت نے جواب دیا کہ میں بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہونگا بلکہ خدا کا فضل اور اسکی رحمت مجھے ڈھانپ لینگے تو میں جنت میں داخل ہونگا۔ اسلئے تم نیکی کرو۔ اور سچائی سے کام لو۔ اور خدا کی نزدیکی کو تلاش کرو۔ اور تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو شاید وہ نیکی میں اور ترقی کرے اور اگر بد ہے تو شاید اسکی توبہ قبول ہوجائے اور اسے خدا کی رضا کے حاصل کرنیکا موقعہ ملجائے۔

اس حدیث سے رسول کریم کی خشیت کا پتہ چلتا ہو کہ آپ نے خدا تعالیٰ کی قدرت بڑائی اور جلال کا کیسا صحیح اندازہ لگایا تھا۔ اور کسطرح آپ کے دل پر حقیقت منکشف تھی کہ آپ ان اعمال کے ہوتے ہوئے بھی اس بادشاہ کی غنا سے ایسے خائف تھے کہ فرماتے کہ خدا کا فضل ہی ہو تو نجات ہو ورنہ اسکے فضل کے بغیر نجات کیونکر ہوسکتی ہے علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی حل ہوجاتا ہے کہ اسلام نجات کو اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا کے فضل کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ ہاں اعمال صالحہ خدا کے فضل کے جاذب ہوتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم نے فرمایا کہ نجات خدا کے فضل سے ہے اسلئے تم نیکی اور تقوی سے کام لو معلوم ہؤا کہ نیکی اور اعمال صالحہ فضل کے جاذب ہیں چنانچہ ایک دوسری حدیث میں اسکی اور تشریح ہوجاتی ہے حضرت ابوہریرہ ہی اس حدیث کے بھی راوی ہیں اور اس میں انہوں نے پہلی حدیث سے اتنا زیادہ بیان فرمایا ہے واغدوا وروحوا وشیئ من الدلجۃ والقصد والقصد تبلغوا یعنے خدا کے فضل کے سوا نجات نہیں۔ اسی لئے صبح کے وقت عبادت کرو اور شام کے وقت بھی اور کچھ رات کیوقت بھی اور خوب قصد کرو پوری طرح سے قصد کرو جنت میں پہنچ جاؤگے۔ اس حدیث سے صاف کھلجاتا ہے۔ کہ اپنے اعمال کو فضل کا جاذب قرار دیا ہے۔

استغفار کی کثرت لوگ گناہ کرتے ہیں اور پھر جرأت کرتے ہیں اور خدا کا خوف انکے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ اور ایسے سنگدل ہوجاتے ہیں کہ کبھی انکے دلوں میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے مورد نہ بنجائیں ایکدفعہ کا ذکر ہے میںنے ایک شخص سے ذکر کیا کہ تم توبہ و استغفار کیا کرو اور نیکی میں ترقی کرو اسنے مجھے جواب دیا کہ کیا آپ مجھے گندہ جانتے ہیں کیا میں گنہگار ہوں کہ آپ مجھے نیکی اور تقوے اور استغفار کے لئے کہتے ہیں میں یہ بات سن کر حیران ہی ہوگیا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں سے اتنا ناواقف ہے اور اسکے جلال سے اتنا بیخبر ہے کہ اسے اتنی بھی نہیں سمجھ کہ اس بادشاہ سے انسان کو کیسا خایف رہنا چاہیئے دنیاوی بادشاہوں کے مقربین کو ہم دیکھتے ہیں کہ انکی خدمت و خوشامد کے باوجود بھی انسے یہی عرض کرتے رہتے ہیں کہ اگر کچھ قصور ہوگیا ہو تو عفو فرمائیں بیشک بہت سے لوگ حتی المقدور نیکی کا خیال رکھتے ہیں مگر پھر بھی انسان سے خطا کا ہوجانا کچھ تعجب کی بات نہیں رسول کریم کو دیکھو کیسی معرفت تھی کیسی احتیاط تھی کسطرح خدا تعالےٰ سے خائف رہتے تھے اور باوجود اسکے کہ تمام انسانوں سے زیادہ آپ کامل تھے اور ہر قسم کے گناہوں سے آپ پاک تھے۔ خود اللہ تعالیٰ آپکا محافظ و نگہبان تھا مگر باوجود اس تقدیس اور پاکیزگی کے یہ حال تھا کہ ہر وقت اللہ تعالےٰ سے خائف رہتے نیکی پر نیکی کرتے اعلیٰ سے اعلیٰ اعمال بجا لاتے ہر وقت عبادت الٰہیہ میں مشغول رہتے مگر باوجود اسکے ڈرتے اور بہت ڈرتے اپنی طرف سے جس قدر ممکن ہے احتیاط کرتے۔ مگر خدا تعالےٰ کے غنی کی طرف نظر فرماتے اور اسکے جلال کو دیکھتے تو اس بارگاہ صمدیت میں اپنے سب اعمال سے دست بردار ہوجاتے اور استغفار کرتے اور جب موقعہ ہوتا توبہ کرتے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول واللہ انی لاستغفر اللہ و اتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃً میںنے آنحضرت کو فرماتے سنا ہے کہ خدا کی قسم میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ خدا تعالےٰ کے حضور میں اپنی کمزوریوں سے عفو کی درخواست کرتا ہوں اور اسکی طرف جھکجاتا ہوں۔

رسول کریم اللہ تعالےٰ کے فضل سے گناہوں سے پاک تھے نہ صرف اسلئے کہ انبیاء کی جماعت معصوم عن الاثم والجرم ہوتی ہے بلکہ اسلئے بھی کہ انبیاء میں سے بھی آپ سب کے سردار اور سب سے افضل تھے۔ آپکا اس طرح استغفار اور توبہ کرنا بتاتا ہے کہ خشیت الٰہی آپ پر اسقدر غالب تھی کہ آپ اسکے جلال کو دیکھکر بے اختیار اسکے حضور میں گر جاتے کہ انسان سے کمزوری ہوجانی ممکن ہے تو مجھپر اپنا فضل ہی کر۔ ہاں تو یہ خشیت تھی اور یہاں یہ حال ہے کہ ہم لوگ ہزاروں قسم کے گناہ کرکے بھی استغفار و توبہ میں کوتاہی کرتے ہیں استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

موت کا خیال آنحضرت موت سے کسی وقت غافل نہ رہتے اور خشیت الٰہی آپ پر اسقدر غالب تہی کہ ہر روز آپ یہ یقین کرکے سوتے کہ شاید آج ہی موت آجاوے اور آج ہی اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہونا پڑے اور اسلئے آپ ایک ایسے مسافر کی طرح رہتے تھے جسے خیال ہوتا ہے کہ ریل اب چلی کہ چلی وہ کبھی اپنے آپکو ایسے کام میں نہیں پھنساتا کہ جسے چھوڑنا مشکل ہو آپ بھی ہر وقت اپنے محبوب کے پاس جانیکے لئے تیار رہتے اور ہر جو دم گزرتا اسے اسکے فضل کا نتیجہ سمجھتے اور موت کو یاد رکھتے حذیفہ بن الیمان فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اخذ مضجعہ من اللیل وضع یدہ تحت خدہ وقال باسمک اللہم اموت و احیا و اذا قام قال الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ رسول کریم

تادیب النساءٔ

عورت کی وراثت

بہنوں اور اولاد کے دشمن

دنیا میں یہ نظیریں تو بہت ملتی ہیں کہ کوئی شخص کسی غیر کا حق کھا جائے اور اس کا مال مارے لیکن اکثر آدمی یہ گناہ اپنے لیئے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کے لئے کرتے ہیں۔ اور کسیکا روپیہ مارنے سے ان کی یہ غرض ہوتی ہے کہ ہمارے رشتہ دار اور قریبی آرام پائیں (گو اس روپیہ سے آرام کوئی نہیں پاتا) لیکن ہند کے مسلمانوں نے اس زمانہ میں اس سے بھی بڑھکر یہ کمال کیا ہے کہ غیروں کو چھوڑکر اپنی اولاد اور اپنی بہنوں سے دشمنی کرنے لگتے ہیں۔ اور ان کے حقوق کھا جاتے ہیں عورتوں کے بہت سے حقوق تلف ہوتے ہیں لیکن ایک بہت بڑا حق ان کا وراثت تھا جس سے انھیں بکلی دست بردار کر دیا گیا ہے۔ اور وہ اب والدین کے ورثہ سے قطعاً محروم ہیں بعضوں کی مائیں مرجاتی ہیں ان کا مال باپ اور بھائی کھا جاتے ہیں مگر غریب بہنوں اور لڑکیوں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ باپ مرجاتے ہیں تو بھائی سب جائداد پر قابض ہو جاتے ہیں۔ بہنوں کا حصّہ کوئی نہیں نکالتا اور ایسا کرتے ہوئے انھیں کوئی شرم نہیں آتی ہر ایک مجرم اپنے جرم کو چھپانا چاہتا ہے غیروں کا حق مارتے وقت لوگ اخفا سے کام لیتے ہیں اور اپنے جرائم کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں لیکن عورت کا حصّہ کھا جانے اور اس کا حق مارنے میں اتنا ڈر بھی نہیں کیا جاتا کہ کم سے کم چھپکر ہی یہ کام کریں گویا ایک تو چوری اور پھر سینہ زوری۔ جب اپنے بھائی اور رشتہ دار ہی یہ سلوک کرنے لگے تو غیروں کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ان مسکینوں کی خبرگیری کریں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے عورت کا حصّہ یہ مقرر کیا ہے کہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساءً فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس من بعد وصیۃ یوصی بھا اودین آباؤکم وابناؤکم لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا فریضۃ من اللہ ان اللہ کان علیما حکیما ٭ اللہ تعالیٰ تمھاری اولاد کے بارہ میں وصیت کرتا ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں سے دُگنا حصہ ملنا چاہیے لیکن اگر کسیکے ہاں صرف لڑکیاں ہوں تو اگر دو سے زیادہ ہوں تو انھیں مال متروکہ میں سے دو تہائی حصّہ ملنا چاہیے اور اگر ایک ہی ہو تو اسے آدھا ملنا چاہیئے اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو اس صورت میں کہ میت کے ہاں کوئی لڑکا ہو چھٹا حصّہ ملیگا اور اگر اس کے نرینہ اولاد نہو اور اس کے والدین اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ ملیگا اور اگر اس کے بھائی ہوں تو مرحوم کی والدہ کو چھٹا حصہ ملیگا مگر یہ حصّے اسوقت تقسیم ہونگے جب میت کی وصیت یا قرضہ کا انتظام ہو جائے تم اپنے باپ ماں اور اپنی اولاد میں سے نہیں جانتے کہ کون تمھارے لیئے زیادہ نفع رساں ہے یہ تمھارے حصّے جو مقرر کیئے گئے ہیں ان کا ادا کرنا خدا تعالیٰ کا ایک فرض ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کو کہیں تو بھائیوں سے آدھا اور کہیں سب لڑکیوں کو مل کر دو تہائی مال کا حصّہ اپنے ماں باپ کی جائداد سے ملتا ہے اسیطرح والدہ کو اپنی اولاد کی جائداد سے کہیں چھٹا اور کہیں تیسرا حصّہ ملتا ہے۔ اسیطرح بہنوں کا بھی حصّہ مقرر ہے۔ مگر کیا اس حکم کے ماتحت بلکہ اس فرض کے مطابق مسلمان اپنی لڑکیوں کو حصّہ دیتے ہیں کیا انکی وراثتیں اسی طرح تقسیم ہوتی ہیں اگر نہیں تو کیوں کیا اس لیے کہ عورتوں کے حقوق کا نگراں کوئی نہیں تمام رشتہ دار ملکر تقسیم مال کر لیتے ہیں مگر خدا کے اس فرض کیطرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا اور یہ عذر کرکے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں کہ ہمارے ہاں یہی رواج ہے کیسے دکھ کی بات ہے کہ خدا ایک حکم دیتا ہے اور رواج دوسری بات کہتا ہے مگر خدا کے حکم پر رواج کو ترجیح دیجاتی ہے عوام تو عوام مسلمان علماء نے بھی جاکر عدالتوں میں لکھوا دیا کہ اس معاملہ میں رواج پر عمل ہونا چاہیئے۔ کیا مومنوں کا یہی کام ہے کیا خدا سے خوف رکھنے والے بندے خدا کے احکام سے یہی معاملہ کرتے ہیں۔ کیا وہ اسیطرح فرائض شریعت کے پورا کرنے میں کوتاہی کے عادی ہوتے ہیں۔ خدا سے ڈرو اور اب بھی توبہ کرو بیشک کہنے والے کہتے ہیں کہ اگر ہم عورتوں کو حصّہ دیں تو ہماری جائدادیں منقسم ہو جائیں لیکن جن جائدادوں کے خوف سے انھوں نے شریعت پر رواج کو مقدم کیا تھا وہ جائدادیں اب کہاں ہیں۔ کیا بنئے ان جائدادوں پر قابض نہیں۔ کیا سود خور مہاجن ان کے مالک نہیں ہوگئے۔ جنہوں نے خدا کے حکم کے خلاف جائدادوں کو بچانے کے لیے عورتوں کو حصہ نہ دیا تھا اب بجائے ان کے بیٹوں کے مہاجن ان کی جائداد پر قابض ہیں۔ اور یہ حکم عدولی کی سزا ہے اب بھی مسلمانوں کو چاہیئے کہ توبہ کریں اور عورتوں کے حقوق کو تلف نہ کریں ٭

سیاست مغربیہ

کیا سچائی اور تحقیق پر بنا تھی ان خیالات کی جو الفضل کے پہلے پرچہ میں سیاست مغربیہ پر شائع کئے گئے تھے اور جنکے لکھنے والے ہمارے مطاع حضرت خلیفۃ المسیح تھے۔ یورپ اس وقت جو کچھ کر رہا ہے وہ دُنیا کی نظروں سے پوشیدہ نہیں اور جس طریق سے زبردست کمزور کو پچھاڑ کر اس کا مال ومتاع لوٹنا چاہتا ہے وہ محتاج تصدیق نہیں لیکن ہم اسے دُنیا کا قدیمی دستور کہکر ٹالدیتے اگر ان تمام فتوحات ملکیہ کی جوع البقر کے ساتھ ساتھ یورپ نیک نیتی اور اخلاص کا ادعا نہ کرتا۔ کمزور اپنے نقصان پر ضرور کڑھتا ہے مگر اس کا غم وغصہ اس وقت اور بھی بڑھ جاتا ہے جس وقت زبردست اسے یہ دلاسا بھی دیتا جائے کہ یہ سب کچھ تمھارے نفع کے لئے کر رہا ہوں اور وہ تسلی بجائے تسکین قلب کے نمک بر جراحت کا کام دیتے ہیں۔ لیکن تجربہ نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ آجکل سیاست اسبات کا نام رکھ لیا گیا ہے کہ وعدوں اور اُمیدوں کے پردہ میں دوستی اور محبت کی آڑ میں اپنے حریف کو غافل رکھا جائے اور جسطرح ہو سکے اپنے مطالب کو حاصل کیا جائے۔ اس لئے یورپین ڈپلومیسی کا پتہ اس وقت تک کچھ نہیں ملسکتا جب تک کہ وہ غرض جس کے لیے یہ جد وجہد کیجاتی ہو پوری نہ ہو جائے اور جب مطلع صاف ہوتا ہے اور سیاست کے آسمان پر سے ڈپلومیسی کے بادل پھٹتے ہیں تو بارہا دیکھا گیا ہے کہ ابتدا اور انتہا میں زمین وآسمان کا فرق نکلا۔ اٹلی نے جنگ طرابلس کے شروع ہونے سے پہلے خاص طور پر حکومت عثمانیہ سے دوستی کا اظہار کیا لیکن کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ یہ اظہار محبت گربہ مسکین کے تملق سے بڑھکر نہ تھا۔ طرابلس کی جنگ کے دوران میں رجال سیاست اس بات پر زور دے رہے تھے کہ بلقان میں امن قائم رہنا چاہیئے۔ مگر درپردہ کچھ اور ہی سامان تھے روس اس قسم کی سیاست میں دیگر حکومتوں کی نسبت بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور اس کے اکثر وعدہ مواعید مرقوب سے بڑھکر حقیقت نہیں رکھتے ابھی تھوڑے ہی دنوں کا ذکر ہے کہ دُنیا خیال کرتی تھی کہ جنگ بلقان صرف روس کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور اس کا منشا ہے کہ کسیطرح جبل بلقان کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو اسقدر ترقی پر پہنچا دے کہ وہ کسیوقت جرمن وآسٹریا کے مقابلہ میں اس کے کام آسکیں۔ اور سلافی النسل ریاستیں قدیم سے کرینا یہ جرمن نسل کی سلطنتوں کے خلاف اس کی تائید کریں بلقانی خیال کرتے تھے کہ حکومت روس ان کی خیر خواہ ہے

اور یوجہ ایک نسل ہونیکے انکی تائید کرتی ہے دوران جنگ میں روس نے مقدونیہ بلقانیوں کی مدد بھی کی لیکن اِدھر جنگ ختم ہوئی اور اُدھر حکومت روس نے اپنے خیال مفاد کی حفاظت شروع کردی جنگ کے خاتمہ پر بلغاریوں کو جو روس کی حمایت کے بل پر بہت ناچ رہے تھے اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ اسکی تائید انکی ترقی کیلئے نہیں بلکہ اپنی دیرینہ خواہشات کے پورا کرنیکے لئے تھی۔ تازہ آمدہ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ دو دفعہ بلغارین شتلجہ کو فتح کرنے پر آمادہ ہوئے اور انہوں نے اسبات کا تہیہ کرلیا کہ اب یا ان قلعوں کو فتح کرلینگے یا مارے جائینگے مگر روس نے اس خیال سے کہ قسطنطنیہ کی فتح کی خواہیں بجائے روسی فوج کے بلغاری فوجوں کے ہاتھوں پر نہ پوری ہو جائیں۔ انہیں بلطائف الحیل اس کام سے روکا۔ چنانچہ ایڈریانوپل کے فتح کرنیکے بعد جب بلغارین فوجیں شتلجہ کے معاملہ میں گم گنی کیجا سکتی تھیں روس نے بلغاریہ کو حملہ کرنیسے اس وعدہ پر روکا کہ وہ سرویہ کے مقابلہ پر بلغاریہ کے حقوق کی حفاظت کریگا اور معاہدہ کے وقت تکرار میں سے بلغاریہ کو دوسروں کی نسبت بہت بڑا ٹکڑا مارنے دیگا لیکن جب وہ موقعہ نکل گیا اور وہ خطرہ جاتا رہا تو روس نے فوراً آنکھیں پھیرلیں اور بجائے بلغاریہ کی مدد کرنیکے اُلٹا اسکے خلاف ہوگیا اور سرویہ کو یقین دلایا کہ وہ اسکی مدد کریگا جنگ سے پہلے جو معاہدہ بلغاریہ اور سرویہ میں ہوا تھا۔ اسکے لحاظ سے بلغاریہ کو ملک کا ایک بہت بڑا حصہ ملتا تھا لیکن فتح کے بعد سرویہ کی نیت میں فتور آیا اور وہ اپنے حق سے زیادہ حصہ لینا چاہتا تھا۔ اسکا منشاء یہ تھا کہ ایڈریاٹک کے سمندر میں اسے جگہ ملجائے اور مقدونیہ کا کچھ حصہ دیا جائے بلغاریہ کو اس سے انکار تھا چونکہ شاہ بلغاریہ روس کے ہاتھ میں کٹ پتلی بنکر نہ رہنا چاہتا تھا روس کی مصالح اب یہی ہوئیں۔ کہ اسے کمزور کرکے نشۂ تکبر اسکے سر سے اتارا جائے۔ البانیا کی نئی حکومت نے اور بھی غضب ڈھایا۔ اور ایسے وقت میں جبکہ یہ تدابیر عمل میں لائی جارہی تھیں روس کو مجبور کیا کہ وہ اپنی حکومت عملی کو جلدی منصۂ ظہور میں لائے یعنی حکومت البانیا نے اعلان کیا کہ "البانی سرویوں کے خلاف بلغاریوں کو اپنا قدرتی دوست خیال کرتے ہیں" اسکے معنے یہ تھے کہ بلغاریہ کسی وقت البانیہ کے ساتھ ملکر سرویہ کو اسکے ثمرۂ فتوحات سے محروم کردے اور روس کی اس خواہش کو پورا نہ ہونے دے کہ کسی طرح وہ سرویوں کے توسط سے ایڈریاٹک کے کسی مضبوط بندرگاہ تک پہنچ جائے بلغاریہ کے اس مقصد میں کامیاب ہوجانے میں یونان کو بھی خطرہ تھا۔ کیونکہ وہ زبردست بلغاریہ سے بچنے کی ایک ہی راہ دیکھتا تھا کہ اسکی اور سرویہ کی حدود ملی رہیں اور وہ ریل کے ذریعہ ایکدوسرے سے پیوستہ رہیں لیکن اگر بلغاریہ کی سرحد البانیہ سے ملجائے تو علاوہ اسکے کہ البانیہ اور بلغاریہ ملکر کارروائی کرنیکے قابل ہونگے یونان و سرویہ بوجہ بُعد کے کسی زبردست کارروائی سے محروم ہو جائینگے۔ ادہر روس کو یہ خیال دامنگیر کہ سرویہ کے ذریعہ ایڈریاٹک تک پہنچوں اور یہ بھی مدنظر کہ بلغاریہ زیادہ طاقتور نہ ہو تاکہ میرے اشارہ پر کام کرتا ہے اور میرا محتاج رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ایک پوشیدہ معاہدہ کی بنا پر یونان و سرویہ نے بلغاریوں سے جنگ شروع کردی اور رومانیہ نے بھی اسموقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ ان تین سلطنتوں کا مقابلہ تنہا بلغاریہ کیونکر کرسکتا ہے اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا اور ایک حد تک ہوچکا ہے کہ وہ اپنے آپکو روس کے قدموں پر گرادیگا۔ اور اس طرح روس کی ڈپلومیسی بظاہر کامیاب ہوجائیگی اور اسبات کی ایک اور شہادت ملجائیگی کہ آجکل سیاست نام ہے اسبات کا کہ خواہ ہزاروں کے خون ہوں لاکھوں برباد ہوں مگر اپنے نفع کو مقدم رکھا جائے اور اپنی خواہش اور ضرورت کو پورا کرنیکے لئے خواہ کسقدر قربانیاں بھی کرنی پڑیں کردی جائیں اور پردہ پردہ میں اپنا کام نکال لیا جائے۔

پیام میر

جمیع احباب کیخدمت میں التماس دور الضعفاء کے آٹھ مکان بنگئے ہیں اور ان میں ضعفا بیٹھینگے چونکہ پانی دور ہے اسلئے اس محلہ میں ایک کنواں طیار کرایا جاتا ہے اور اب یہ بھی تجویز ہے کہ ایک مسجد بھی وہاں ضرورت کے لئے بنائی جائے لہذا جمیع احمدی احباب مسجد اور چاہ پختہ کے لئے تھوڑا تھوڑا چندہ عنایت فرماویں اور اس ثواب عظیم میں شریک ہوں پانی پلانے اور مسجد بنانیکا بڑا ثواب ہے بشرطیکہ کوئی سمجھے اور اگر یہ سمجھے کہ میر صاحب کی تو مانگنے کی عادت ہی ہوگئی نت نئے کاموں کیلئے مانگا کرتے ہیں تو آپ سے اختیار رہے بالخیر شما بسلامت مگر یاد رہے کہ اس بڈھے مانگنے والے کے بعد اسطرح مانگنے والا دوبارہ تمہیں میسر نہ آئیگا دھوبیونکو بلا بلا کر اور انکے ناز اٹھا اٹھا کر کپڑے دھلواتے ہو اور وہ تمہارے کپڑے پھاڑ بھی دیتے ہیں اور کھو بھی دیتے ہیں ہم تو زبردستی تمہارے گناہوں کا گند چند پیسہ لیکر دھوتے ہیں اور تمہیں پاک بنانیکی کوشش کرتے ہیں تم ہمارا احسان مانو یا نہ مانو اپنی بھلائی کے کام میں تو شریک ہو کہ یہ خود تمہارے بھلے کی بات ہے ماں باپ زبردستی بھی بچوں کو دوا پلاتے ہیں ہم تو تمہاری خوشی پر منحصر رکھتے ہیں چاہے دو یا نہ دو ثواب لو یا نہ لو زبان سے بلانا ہمارا کام ہے دینا یا نہ دینا تمہارا کام اور ہماری بات میں تاثیر ڈالنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے چند احباب نے کچھ روپیہ بھیجا بھی ہے جیسا کہ منصوری سے حافظ عبد المجید صاحب اور انکے بھائی عبد الحمید صاحب نے مبلغ ۳ اور غازی پور سے منشی محمد حسین صاحب نے پانچ روپیہ اور دیگر بعض احباب نے متفرق مقامات سے تھوڑا تھوڑا چندہ بھیجا ہے امید کہ دیگر احباب بھی توجہ فرمائینگے اب مسجد مزید براں شروع ہوگی وہ بھی بہت بابرکت اور کار خیر ہے آئندہ اختیار بدست مختار بر رسولاں بلاغ باشد وبس۔ ناصر نواب

خطبۂ جمعہ

۱۸ جولائی ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے سورۃ الاعلیٰ کو پڑھا

اپنے رب کی تسبیح ہر مومن کا فرض ہے فرمایا ہر اس شخص پر جو قرآن پر ایمان لایا جسنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانا جو اللہ پر ایمان لایا اسکی کتابوں پر ایمان لایا فرض ہے کہ وہ کوشش کرے کہ خدا تعالیٰ کے کسی نام پر کوئی آدمی اعتراض کرنے پائے اگر کرے تو اسکا ذب کرے اسلئے ارشاد ہوتا ہے سبح جناب الٰہی کی تنزیہ کر اسکی خوبیاں اسکے محامد بیان کر۔

تسبیح کے کیا معنے ہیں میں نے بعض نادانوں کو دیکھا ہے۔ جب جناب الٰہی اپنے کامل حکمت و کفایت سے اسکے قصور کے بدلے سزا دیتے ہیں اور وہ سزا اُسی کی شامت اعمال سے ہی ہوتی ہے جیسے فرمایا وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم تو وہ شکایت کرنے لگجاتے ہیں مثلاً کسی کا کوئی پیارے سے پیارا مرجائے تو اس ارحم الراحمین کو ظالم کہتے ہیں بارش کم ہو تو زمیندار سخت لفظ بک دیتے ہیں اور اگر بارش زیادہ ہو تب بھی خدا تعالیٰ کی کامل حکمتوں کو نہ سمجھتے ہوئے بُرا بھلا کہتے ہیں اسلئے ہر آدمی پر حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس و تسبیح کرے آپ کے کسی اسم پر کوئی حملہ کرے تو اس حملہ کا دفاع کرے۔

اپنے پیاروں کی تسبیح انسانی فطرت میں اب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں کوئی بُرا کہے۔ یا تمہارے ماں باپ یا بھائی بہن یا محبوب کو سخت سست کہدے تو تمہیں بڑا بڑا جوش پیدا ہوتا ہے یہانتک کہ مرنے مارنے پر تیار ہوجاتے ہو لیکن جسوقت اللہ کے کسی فعل پر (کہ وہ بھی اسکے کسی اسم کا نتیجہ ہے) کوئی نادان یا شریر اعتراض کرتا ہے تو تم کہتے ہو جلنے دو کافر ہے بکتا ہے اسوقت تمہیں یہ جوش نہیں آتا۔

اپنے رب کی تسبیح نہ کرنا نمک حرامی ہے حالانکہ جن کے لئے تم نے اتنا جوش دکھایا ان میں تو کچھ نہ کچھ نقص یا عیب و قصور ضرور ہوگا۔ مگر اللہ تو ہر برائی سے منزہ ہر حمد سے محمود ہے۔ ہر وقت تمہاری ربوبیت کرتا ہے اب جو اسکے اسماء کے لئے اپنے تئیں سینہ سپر نہیں کرتا وہ نمک حرام ہی ہے اور کیا ہے؟

بیہودہ نامعقول عذر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کوئی پڑھے ہوئے ہیں جو لوگوں سے مباحثے کرتے پھریں۔

تعجب کی بات ہے کہ اگر کوئی انکے ماں باپ یا بھائی بہن کو یا کسی دوست کو یا خود انکو بُرا کہدے تو وہ ناخواندگی یا د نہیں رہتی اور سنتے ہی آگ ہو جاتے ہیں اور پھر جس طریق سے ممکن ہو اسکا دفاع کرتے ہیں مگر جناب الٰہی سے غافل ہیں۔

خدا کے برگزیدوں کی تسبیح خدا کی تسبیح ہے

اسی طرح خدا کے برگزیدوں پر طعن کرنا در اصل خدا تعالیٰ کی برگزیدگی پر طعن رکھتا ہے اس کیلئے بھی مومنوں کو غیرت چاہیئے۔ بعض لوگ انکو بینے دیکھا ہے شیعہ محلہ میں رہتے ہیں انکے تبرے سنتے سنتے کچھ ایسے باغیرت ہو جاتے ہیں کہ کہنے لگتے ہیں صحابہ کو بُرا کہنا معمولی بات ہے حالانکہ انکی برائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر حملہ ہے جسنے انکو تیار کیا۔

تمام عیسائیوں کو خوش اخلاق کہنا غلطی ہے

اسی طرح مشنری عیسائی بڑی بد اخلاق قوم ہے کوئی خلق انمیں ہے ہی نہیں ایک شخص نے کہا انکی تعلیم میں تو اخلاق ہے اور ایک نے کہا ان میں بڑا خلق ہے ایسا کہنے والے نادان ہیں انکے ہاں ایک عقیدہ ہے نبی معصوم کا جس کے یہ معنے ہیں ایک ہی شخص دنیا میں ہر عیب سے پاک ہے باقی آدم سے لیکر اسوقت کے کل انسان گنہگار اور بدکار ہیں ان لوگوں نے یہانتک شوخی سے کام لیا ہے کہ حضرت آدم کے عیوب بیان کئے پھر حضرت نوح کے حضرت ابراہیم کے حضرت موسیٰ کے الغرض جسقدر انبیاء اور راستباز پاک انسان گزرے ہیں انکے ذمہ چند عیوب لگائے ہیں پھر ہماری سرکار ہے احمد مختار صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو انکو خاص نقار ہے اور دھت ہے انکو گالیاں دینے کی باوجود اس گندہ دہانی کے پھر بھی ایسے لوگوں کو کوئی بڑے اخلاق والا کہتا ہے تو اسکو غیرت دینی پر افسوس ہے ایک شخص تمہارے پاس آتا ہے اور تم کو آکر کہتا ہے میاں تم بڑے اچھے بڑے ایماندار آیئے تشریف رکھیئے۔ باپ تمہارا بڑا ڈوم بھڑوا کنجر بڑا حرامزادہ سوُر ڈاکو بدمعاش تھا تم بڑے اچھے آدمی ہو اور ساتھ ساتھ خاطرداری کرتا جائے تو کیا تم اسکے اخلاق کی تعریف کرو گے۔

عیسائی تمام جہان کے راستبازوں کو بدکار کہتے ہیں

تمام جہان کے ہادیوں کو جنکی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زیادہ بیان کیجاتی ہے اور میرا تو اعتقاد ہے کہ انکو کوئی نہیں گن سکتا بدکار گنہگار کہنے والا ایک شخص کی مزورانہ خاطرداری سے خوش اخلاق کہلا سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کی تو ہتک کرتے ہیں اور تم انکی نرمی اور خوش اخلاقی کی تعریف کرو حد درجے کی بے غیرتی ہے

عیسائی خدا کی شریعت کو لعنت کہتے ہیں

یہانتک تو انھوں نے کہدیا کہ شریعت کی کتابیں لعنت ہیں پرانی چادریں۔ ان کتابوں کو جو حضرت رب العزۃ سے خلقت کی ہدایت کے لئے آئیں لعنت کہنا کسی خوش اخلاق کا کام ہو سکتا ہے دیکھو گلیتیوں کا خط کہ اس میں شریعت کو لعنت لکھا ہے۔

عیسائیوں کی گستاخی خدا کی جناب میں

پھر خدا سے بھی نہیں ٹلے کہتے ہیں اسکا بیٹا ہے (تکاد السموٰت یتفطرن منہ وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا) پھر اس بیٹے پر اس غضب کی توجہ کی ہے کہ اپنی دعائیں بھی اسی سے مانگتے ہیں بیٹے پر ایمان لانیکے بدوں کسی کو نجات نہیں خدا کسی کو علم نہیں بخش سکتا۔ یہ تو روح القدس کا کام ہے نہ اللہ تعالیٰ کا۔

ایک عیسائی اخلاق والا نہیں ہو سکتا

غرض اس وجہ بد اخلاقی سے کام لینے والوں کو خوش خلق کہنا محض اس بنا پر کہ جب کوئی انکے پاس گیا تو مشنری نے انجیل دیدی کسی کو روپیہ دیدیا کسی کی دعوت کر دی حد درجے کی بے غیرتی ہے ان ظالموں نے ہمارے سب ہادیوں کو بُرا کہا تمام کتب الٰہیہ کو بُرا کہا جناب الٰہی کے اسماء صفات کو بُرا کہا اسے مسیح الدجال لعنتیں دینے والا سمجھا پھر اخلاق والے بنے ہیں تو یہ تو یہ انکے کفارہ کا اُلوہی سیدھا نہیں ہوتا جب تک یہ تمام جہان کے راستبازوں کو اور تمام انسانوں کو گنہگار بدکار اور لعنتی نہ کہہ لیں ان میں خوش اخلاقی کہاں سے آگئی۔

مومن کا فرض اپنے رب کی تسبیح ہے

ان حالات میں مومن کا فرض ہے کہ جناب الٰہی کی تسبیح کرے اسکے اسما کی تسبیح میں کوشاں رہے اسکے انتخاب شدہ بندوں کی تسبیح کرے انپر جو الزام لگائے جاتے ہیں جو عیوب انکی طرف شریر منسوب کرتے ہیں انکا دفاع و ذب کرے اور سمجھائے کہ جنہیں میرا رب برگزیدہ کرے وہ بدکار اور لعنتی نہیں ہوتے انکی تسبیح خدا کی تسبیح ہے یہ معنے ہیں سبح اسم ربک الاعلیٰ کے۔

الذی خلق فسوّیٰ

تمہارا خدا تو ایسا ہے کہ اسکی مخلوقات سے اسکی تسبیح و تقدیس عیاں ہے اسنے خلق کیا اور پھر تمہارے اندر نسل انسانی کو ایسا ٹھیک کیا کہ سب کچھ اسکے ماتحت کر دیا۔ آگ پانی ہوا سب عناصر کو تمہارے قابو میں کر دیا

والذی قدّر فھدیٰ

پھر چونکہ سارے جہان نے اس سے کام لینا تھا اسلئے ہر مخلوق کو ایک ضابطہ و قانون کے اندر رکھا تاکہ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکے اور خدمت لے سکے مثلاً یہ عصا ہے میں اس سے ٹیک لگاتا ہوں اگر بجائے ٹیک کا کام دینے کے یہ یکدم چھوٹا ہو جائے یا مجھے دبائے یا اپنی طرف کھینچے تو میرے کام نہیں آ سکتا بس اسنے اپنی حکمت بالغہ سے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا یعنی جس ترتیب سے وہ چیز مفید و بابرکت ہو سکتی ہے اس ترتیب سے اسنے بنا دیا اور پھر انسانوں کو اس سے کام لینا سکھایا۔

والذی اخرج المرعیٰ فجعلہ غثاءً احویٰ

پھر ان چیزوں پر غور کریں تو انکا ایک حصہ ردی اور پھینک دینے کے قابل بھی ہوتا ہے یا ہو جاتا ہے مثلاً کھیتی ہے پہلے پھل دیتی ہے لوگ مزے سے کھاتے ہیں مگر اسکا ایک حصہ جلا دینے کے قابل ہوتا ہے اسی طرح انسانوں میں سے جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور انبیاء اور انکی پاک تعلیم سے روگردانی کرتے ہیں وہ آگ میں جھونک دیئے جاوینگے۔ ہر ایک انسان کو خدا تعالیٰ پڑھاتا ہے اور وہ یاد رکھتا ہے جسقدر اللہ چاہے اس میں سے بھول بھی جاتا ہے غرض رستے اپنی پاک راہوں کو دکھانے کے لئے اپنی تعلیم بھیجدی ہے اور بتا دیا ہے۔ کہ

انہ یعلم الجھر وما یخفیٰ

انکی سیکھنے اور اسپر چلنے کا طریق یہ ہے کہ اللہ کو دانائے آشکارا غیب جانے دیکھو میں اس مقام پر کھڑا ہوں یہ مقام چاہتا ہے کہ میں گندہ نہ بولوں بدی کی راہ نہ بتاؤں نیک باتیں جو مجھے آئیں تمہیں سنا دوں ہاں ایک امر مخفی بھی ہے وہ یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے کھڑا ہوں یا ریا و سمعۃ درم کے لئے جیسا کہ کشمیر میں واعظ کرتے ہیں گھنٹوں ممبر پر کھڑے رہتے ہیں۔ ایک شخص آکر کہتا ہے حضرت اب بس کرو جمعہ کا وقت تنگ ہو گیا وہ کہتے ہیں بس کیا خاک کریں ابھی تو وہ آنے کے پیسے بھی نہیں ہوئے تب ایک شخص اٹھتا ہے اور چندہ کرتا ہے اور اسی طرح اس سے رہائی حاصل کرتے ہیں اسی طرح تمکو کیا خبر میرے دل میں کیا درد ہے اور کتنی تڑپ ہے دوسری طرف تم یہاں جمعہ کا خطبہ سننے اور نماز جمعہ پڑھنے کے لئے آئے ہو مگر تمہارے دلوں کی کیا خبر کہ ان میں کیا ہے کیونکہ آخر تمہیں پر سے ہیں جو میری مخالفتیں کرتے ہیں میری ہی نہیں میرے گھر تک کی بھی گو نادان ہیں جو ایسا کہتے ہیں سنبھل کر کام کرو ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جائے ایک جگہ اخفیٰ کو سر کے مقابلہ میں رکھا ہے چنانچہ فرماتا ہے یعلم السر واخفیٰ وہاں منشاء باری تعالیٰ یہ ہے کہ میں ان خیالات کو بھی جانتا ہوں جو آج سے سال یا دو سال یا اس سے زیادہ مدت بعد تمہارے اندر پیدا ہونگے اور ابھی تو تمہیں بھی معلوم نہیں ایسے نگران علیم و خبیر لطیف و بصیر خدا سے ڈر جاؤ اور نافرمانی نہ کرو۔

فذکر ان نفعت الذکریٰ

ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں اور اللہ فرماتا ہے کہ نصیحت کرتے رہو نصیحت ضرور سودمند ہوتی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ تم باہر والوں کے لئے نمونہ بنو تمہارا لین دین تمہاری گفتار رفتار تمہارا چال و چلن (تمہارا سر و علن) تمہارا اٹھنا بیٹھنا تمہارا کھانا پینا ایسا ہو کہ دوسرے لوگ بطور اسوۂ حسنہ اسے قرار دیں میں افسوس کرتا ہوں کہ یہاں بد معاملگی بھی ہوتی ہے بدزبانی بھی ہوتی ہے بدنگاہی بھی ہوتی ہے اور اس سے بھی رنج پہنچتا ہے تم اللہ کو علیم و خبیر بصیر مانکر اپنے آپکو بدیوں سے روکو یہ بھی

انصار اللہ

ہر ایک نیک کام جو شروع کیا جاتا ہے اس کی مخالفت ضرور ہوتی ہے اور اس مخالفت میں استہزا اور غضب کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون۔ اس سنت الٰہیہ کے مطابق انصار اللہ کی بھی مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے اور عجیب عجیب قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں اور چونکہ سادہ لوح اور نیک طبیعت احمدی جب اصل واقعات سے ناواقف ہوں اس قسم کے اعتراضات سے متاثر ہو سکتے ہیں اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ انصار اللہ کی جماعت کے متعلق جو اعتراضات ہیں ان کا اس جگہ جواب دیدوں تاکہ سعید روحیں فائدہ اٹھائیں۔ اور بدظنی اور بدگمانی سے کام لیکر ہلاک نہوں۔

جماعت انصار اللہ میں نے ایک خواب کی بنا پر قائم کی تھی اور میرا منشا تھا کہ بعض نیک تحریکیں جو ملائکہ کر رہے ہیں اور جنکا علم مجھے دیا گیا تھا اس میں میں بھی ممد ہوں اور میرے چند مخلص احباب بھی اس میں شریک ہوں میں نے اس خیال سے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی اور حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ کے بعد اس انجمن کا اعلان کیا اور خدا پر توکل کر کے اس کام کو شروع کر دیا۔ اس انجمن کے 13 عہد کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ممبر ہونا چاہے سات دن کے استخارہ کے بعد ممبر بنایا جا سکتا ہے اور اسے مذکورہ ذیل چند باتوں کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ یعنی تبلیغ اسلام میں کوشاں رہیگا۔ تبلیغ سلسلہ میں ساعی ہوگا۔ قرآن شریف کا مطالعہ کثرت سے کریگا۔ درود و استغفار کثرت سے پڑھیگا تہجد کے پڑھنے کا تعہد کرتا رہیگا۔ آپس کے جھگڑوں کو طے کرنے میں حتی المقدور کوشاں رہیگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمانبردار رہیگا۔ گورنمنٹ برطانیہ کا وفادار ہوگا۔ غرض کہ یہ اس کے موٹے موٹے قواعد ہیں جن میں بظاہر کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔ اس انجمن کی اصل غرض تبلیغ سلسلہ اور تبلیغ اسلام ہے چنانچہ اس کے ممبروں کی معرفت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک دو تین سو آدمی بیعت کر چکے ہیں اور اکثر مقامات میں تبلیغ کو جاتے رہے ہیں حتیٰ کہ اکثر واعظین جو مختلف مقامات پر وعظ کرتے رہے ہیں اس انجمن کے ممبر ہیں۔ اور قریباً احمدیہ تبلیغ کا ایک بہت بڑا حصہ ان کی معرفت پورا ہوتا ہے

اب ایک ممبر خواجہ صاحب کی مدد کے لئے انصار کے خرچ پر ولایت بھیجا گیا ہے۔ دو ممبر عنقریب مدرسہ احمدیہ کی ترقی کے لئے اور تبلیغ سلسلہ کے لئے مصر جانے والے ہیں اسیطرح میرا ارادہ ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد خدا چاہے اور توفیق دے تو ایک دو آدمی چین امریکا اور اسٹریلیا بھی جائیں اور وہاں بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری کر دیا جائے۔ اسوقت تک ان کاموں کے لئے کوئی عام چندہ نہیں کیا گیا جس کا قوم پر بار ہو دو چار آدمیوں نے بیشک مدد دی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ اگر یہ باتیں خواب ہیں اور یہ طریق عمل برا ہے تو نہ معلوم اس سے بہتر تجویز ترقی قوم کے لئے اور کیا ہو سکتی ہے۔ خود ہندوستان کے لئے ارادہ ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد ایک وسیع پیمانہ پر تبلیغ کا کام شروع کیا جائے ہاں ہم نے ان کاموں کو شہرت دینا ضروری نہیں سمجھا اور بجائے جماعت میں ان کاموں پر شور مچانے کے ہم نے یہی پسند کیا کہ آہستگی کے ساتھ کام جاری رکھیں اور غالباً اس کے دو نقص ہوئے ایک تو لوگوں کو شک ہوا کہ یہ انجمن شاید کوئی خفیہ انجمن ہے دوسرے یہ کہ ہم بہت سی مدد سے محروم رہے جو بصورت دیگر ہمیں ملسکتی تھی اور اگر میں انصار اللہ کی کوششوں کو شائع کرتا رہتا تو غالباً جماعت کو اس مفید کام کی طرف بھی توجہ ہوتی اور احباب اس کی مدد کر کے بھی ثواب میں شامل ہوتے اور میں بھی آئندہ وسیع پیمانہ پر کام شروع کرنیکے قابل ہوتا۔ چنانچہ میرا ارادہ ہے کہ آئندہ اس نقص کو دور کیا جائے اور مختصر اور سادہ الفاظ میں انصار اللہ کے کاموں سے جماعت کو اطلاع دیتا رہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ نیک دل اور پاک فطرت انسانوں کو جو ہر وقت خدمت دین کی طرف مائل رہتے ہیں اسطرف متوجہ کر دے اور میں بہت جلد ان ارادوں میں کامیاب ہو جاؤں جو سلسلہ کی تبلیغ کے متعلق میرے دل میں ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ وھو المعین

اب میں ان اعتراضات کے متعلق کچھ لکھتا ہوں جو انصار اللہ پر کئے جاتے ہیں اول اعتراض جو اس مجلس کے قیام پر ہوا وہ قادیان میں کیا گیا تھا اور وہ یہ کہ اس انجمن کے ممبروں کا نام انصار اللہ کیوں رکھا گیا ہے۔ کیا دوسرے احمدی انصار اللہ نہیں ہیں اور کیا اس انجمن کے ممبران کو دین کی خدمت سے باہر سمجھتے ہیں۔

مجھے اس سوال کو سنکر ہمیشہ تعجب آتا ہے۔ یہ معترضین اگر ذرا رسول کریم اور آپ کے خلفاء کے حالات کو بنظر تعمق دیکھتے تو انھیں معلوم ہو جاتا کہ یہ اعتراض دانائی سے بعید ہے۔ بلکہ اگر روزمرہ کے حالات پر ہی نگاہ ڈالتے تو انھیں اس اعتراض کی ضرورت نہ رہتی کیونکہ یہ لوگ خود اپنی اولاد کے نام محمدؐ احمدؐ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ حسنؓ۔ حسینؓ وغیرہا رکھتے ہیں تو کیا یہ سمجھا جائیگا کہ جس نے اپنے بیٹے کا نام محمدؐ یا احمدؐ رکھا ہے وہ نعوذ باللہ دوسرے لوگوں کو ابوجہل سمجھتا ہے یا جس نے موسیٰ اور عیسیٰ رکھا ہے وہ دوسروں کو فرعون یا یہودی جانتا ہے یا حسنؓ۔ حسین نام رکھنے والا دوسروں کو یزید قرار دیتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو اگر ہم نے اپنا نام انصار اللہ رکھا تو یہ کسطرح سمجھا گیا کہ ہم دوسروں کو انصار اللہ نہیں سمجھتے۔ ہر ایک شخص اپنا نام یا اپنے کسی کام کا نام بہتر سے بہتر رکھتا ہے اور اصل غرض دعا ہوتی ہے کہ خدا ہمیں ایسا بنائے پھر اگر ہم نے اپنا نام دعا کے طور پر اچھا رکھا اور خدا سے چاہا کہ وہ ہمیں انصار اللہ بنائے تو اس سے ہمارے بعض دوستوں کو کیا تکلیف پہنچی مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک انجمن بنائی تھی اور اس کا نام مجمع احباب رکھا تھا اور شرط کی تھی کہ اس میں اسکو داخل کیا جائے جو حسن ظن رکھتا ہو تو اسپر بھی بعض دوستوں نے اعتراض کیا تھا کہ کیا اس سے مراد ہے کہ جو لوگ اس انجمن کے ممبر نہوں وہ بدظنی کرنیوالے ہیں۔ مگر حضرت صاحب نے اس انجمن کی اجازت دی اور اسے پسند کیا۔ پس جو ایسا اعتراض کرتے ہیں اول اعتراض ان کا حضرت خلیفۃ المسیح پر پڑتا ہے۔ بلکہ رسول کریم پر پڑتا ہے کہ آپ نے مدینہ کے رہنے والوں کو انصار کا خطاب دیا تو کیا مدینہ سے باہر کے سب لوگ نعوذ باللہ عدو اللہ تھے اور اسیطرح بعض لوگوں کی نسبت جنت کی بشارت دی تو کیا باقی سب نعوذ باللہ جہنمی تھے۔

دوسرا اعتراض سیالکوٹ کے ایک دوست نے خط کے ذریعہ کیا جسے پڑھکر مجھے بہت افسوس ہوا کیونکہ یہ دوست ایک نیک اور بے نفس آدمی ہے مگر اس معاملہ میں اسے کیوں ٹھوکر لگی اس نے بڑے پیچ دار فقروں میں یہ ظاہر کرنا چاہا کہ گویا یہ انجمن خواجہ کمال الدین صاحب کے بالمقابل کھڑی کی گئی ہے اور اس کی ساری دلیل یہ تھی کہ وہ جو تبلیغ اسلام کر رہے ہیں تو پھر اس کی کیا حاجت تھی اگرچہ اس دوست نے میری خاطر نرم الفاظ استعمال کئے اور خود بھی انصار میں داخل ہونا چاہا ہے مگر مجھے اس پیارے کی بات پر آجتک افسوس آتا ہے۔ غالباً آپکے بنائے ہوئے قاعدہ کے مطابق تو تبلیغ ایک فرض کفایہ ہے جو ایک شخص کے کرنے سے سب کے سر پر سے اٹھ جاتا ہے اور کیا خواجہ صاحب پہلے احمدی ہیں جنہوں نے تبلیغ شروع کی تھی۔ کیا ان سے پہلے بیسیوں احمدی تبلیغ نہ کر رہے تھے

پھر انکے اصول کے ماتحت تو خواجہ صاحب کو بھی اس کام کو شروع نہ کرنا چاہئے تھا خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں ایک سے ایک بڑھکر کام کرنیوالا موجود ہے اور ہم تو چاہتے ہیں کہ ایسے لوگ جسقدر بڑھیں قوم کی زندگی اور ایثار کا نشان ہونگے

تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ میںنے ایک جماعت الگ قائم کرنی چاہی ہے۔ ایسے لوگوں کو اعتراض حضرت خلیفۃ المسیح پر بھی کرنا چاہئیے کیونکہ آپنے بھی ایک انجمن حضرت صاحب کی موجودگی میں بنائی تھی اور اگر یہ اعتراض آپ پر نہیں پڑتا تو مجھ پر بھی نہیں پڑتا پھر میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض کرنیوالے لوگ خدا سے ڈریں اور بدظنی سے کام نہ لیں۔ ایسا نہ ہو کہ خدا تعالےٰ کی غیرت جوش میں آئے اور انہیں ابتلا آئے یہی اعتراض حضرت مسیح موعود پر بھی غیر احمدی کرتے تھے کہ یہ ایک نیا دین بنانے لگا ہے پھر اگر وہ کامیاب نہ ہوئے تو یہ معترض بھی نہ ہونگے کیونکہ خدا بدظنیوں کو پسند نہیں کرتا

چوتھا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ میںنے جماعت میں اس انجمن کے ذریعہ تفرقہ ڈالدیا ہے۔ اور ایک نیا نام رکھکر دو جماعتیں بنادی ہیں یہ اعتراض بھی دوسرے اعتراضوں کی طرح بودا اور لغو ہے پہلے تو رسول کریم نے بلکہ خدا نے انصار و مہاجر دو جماعتیں بناکر نعوذ باللہ تفرقہ ڈالا۔ اگر وہاں تفرقہ نہیں تھا تو یہاں تفرقہ کیوں ہوا تھا۔ عقائد میں فرق آگیا یا شریعت بدل گئی کیا جماعت میں اسوقت بیسیوں انجمنیں نہیں کوئی جماعت شملہ ہے کوئی جماعت فیروزپور کوئی جماعت پشاور کوئی جماعت لاہور کوئی جماعت سیالکوٹ کوئی صدر انجمن احمدیہ کہلاتی ہے کیا یہ سب جماعتیں تفرقہ کا موجب ہیں یا ترقی کا کیا وجہ ہے کہ اس انجمن میں تفرقہ کے اجزام نظر آنے لگے ہیں خدا نے تو دنیا میں کسی کو بھائی کسی کو بہن کسی کو باپ کسی کو ماں کسی کو بیٹا بناکر خود اختلاف پیدا کیا ہے مگر یہ اختلاف رحمت کا موجب ہوتے ہیں آجکل انصار اللہ کے سوا خود حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک اور جماعت بارہ آدمیونکی بنائی ہوئی ہے کیا وہ بھی تفرقہ کے لئے ہے؟ اعتراض وہ چاہئیے جو اپنے مانے ہوئے بزرگوں پر نہ پڑے ورنہ اس سے خاموشی اچھی ہے میں کبھی ان اعتراضات کا جواب نہ دیتا کیونکہ میں آگے بھی بہت زیر بار اعتراضات ہوں۔ اور ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دیگر سنکر خاموش ہوجاتا لیکن چونکہ یہ اعتراضات میری ذات سے گزر کر چند اور دوستوں پر بھی پڑتے ہیں اسلئے انکا دفعیہ ضروری سمجھا۔ باقی رہا خفیہ سوسائٹی ہونیکا اعتراض یہ قابل افسوس ہی نہیں قابل مضحکہ ہے کیا خفیہ سوسائٹیاں اپنی کاروائیاں مساجد میں اور کھلے بندوں کرتی ہیں اور اخباروں میں اسکو شائع کرتی ہیں میرے دوستو! ان اختلافات کو چھوڑو اور بجائے نیک کام پر اعتراض کرنیکے خود نیکی میں بڑھو آخر میں اللہ تعالےٰ کے احسان کا ذکر کرتا اور اس پر شکر کرتا ہوں کہ یہ خیالات جماعت کے ایک نہایت محدود اور قلیل حصہ میں ہیں۔ اور باقی جماعت اختلاف کے مرض سے پاک ہے فالحمد للہ

لطیفہ

حضرت مسیح موعود کے جو احسانات مسلمانوں پر ہیں۔ اور جو خدمتیں انہوں نے اسلام کی کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے ثابت کیا ہے کہ قرآن شریف کی زبان اعلیٰ عربی ہی کل زبانوں کی ماں ہے اور اسی سے سب زبانیں نکلی ہیں اسلئے اس زبان کو دیگر زبانوں پر فضیلت ہے۔ اور اسی وجہ سے قرآن شریف اس زبان میں نازل ہوا ہے اور اسکی تائید میں آپ نے عربی زبان میں کچھ ایسی خصوصیات بھی پیش کی ہیں کہ جو اور زبانوں میں نہیں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ ابتدائی الہامی زبان ہے کہ جو خدا نے انسان کو سکھائی ان خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عربی زبان میں جس طرح تھوڑے سے الفاظ میں اعلےٰ سے اعلےٰ مطلب ادا ہوجاتا ہے اس طرح کسی اور زبان میں نہیں ہوتا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک پادری آپکے اس دعوے کو سنکر آیا اور اسنے سوال کیا +

پادری مرزا صاحب آپکے پاس کیا ثبوت ہے کہ عربی زبان دوسری زبانوں سے اعلیٰ ہے؟

حضرت صاحب اسکے بہت سے ثبوت میں ایک یہ بھی ہے کہ اس زبان میں انسان کے خیالات نہایت عمدگی سے بہت تھوڑے سے لفظوں میں ادا ہوجاتے ہیں۔

پادری صاحب۔ یہ دعویٰ تو غلط ہے انگریزی زبان اس سے زیادہ مختصر ہے +

حضرت صاحب بہت اچھا آپ انگریزی زبان میں "میرا پانی" کہئیے پھر میں عربی میں اسکا ترجمہ کرونگا خدا کی قدرت کے کرشمہ ہیں حضرت صاحب انگریزی نہ جانتے تھے لیکن خدا تعالےٰ نے ایسا فقرہ آپ کی زبان پر جاری کیا جسپر خصم کو نہایت شرمندہ ہونا پڑا +

پادری صاحب۔ انگریزی میں اسکا ترجمہ ہے مائی واٹر

حضرت صاحب عربی میں اسکا ترجمہ ہے مائی آب بتائیے اختصار کس زبان میں ہے (عربی زبان میں پانی کو ماء کہتے ہیں اور ی کے معنے ہیں میرا اور مائی کے معنے ہیں میرا پانی) پادری صاحب اس جواب کو سن کر بہت شرمندہ ہوئے اور سوائے خاموشی کے اور کچھ جواب نہ بن پڑا +

احمدی مجاہد

تمام احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے مشہور مجاہد فی سبیل اللہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کچھ مدت سے سخت بیمار ہیں اور بہت تکلیف میں ہیں انکے لئے سب دوست خلوص دل کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے انہیں شفا عنایت کرے۔ مولوی صاحب سلسلہ کے ان خاموش مجاہدین میں سے ہیں کہ جنھوں نے اپنی کوششوں سے ایک کثیر جماعت کو سلسلہ میں داخل کیا ہے اور جو سالہا سال سے آہستہ آہستہ مگر استقلال سے اشاعت سلسلہ میں لگے ہوے ہیں +

کانپور کی مسجد کے معاملہ میں جماعت احمدی کی پوزیشن

یہ مضمون بعد استمزاج حضرت خلیفۃ المسیح لکھا گیا +

ہمیں افسوس ہے کہ ان دنوں پے در پے ایسے واقعات پیش آرہے ہیں کہ جن سے مسلمانوں میں قدرتاً بے اطمینانی اور بے چینی پھیل رہی ہے نہ معلوم منشاء الٰہی کیا ہے اور ہمارے اعمال ہمیں کسطرف کو دھکیلے لئے جارہے ہیں طرابلس کا جنگ بلقان کا قتل عام ایران کی حالت یہ سب ایسے واقعات ہیں کہ جنکے نتائج خوشگوار تو کیا ہوتے دکھ دینے والے ہوئے ہیں لیکن مسجد کانپور کا تازہ واقعہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے زیادہ افسوسناک ثابت ہوا ہے کیونکہ پہلے واقعات تو سمندر پار کے تھے اسلئے آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل کے مقولہ کے ماتحت گو سخت کرب پیدا کرنیوالے تھے مگر پھر بھی ہزاروں میل کی دوری انکی سختی میں کچھ نہ کچھ کمی کردیتی تھی مسجد کانپور کا واقعہ یہ ہے کہ کانپور کی ایک سڑک کو سیدھا کرنیکے لئے زمین کی ضرورت تھی لیکن راستہ میں ایک مسجد کا غسلخانہ بھی آتا تھا جسے گرائے بغیر گزارہ نہ ہوسکتا تھا۔ اور سڑک ٹیڑھی رہتی تھی گو مسلمانوں نے بہت شور مچایا اور گورنمنٹ کی خدمت میں درخواستوں پر درخواستیں بھیجیں مگر حکام نے مجبوری ظاہر کی اور رفاہ عام کے کام میں دخل اندازی کو ناپسند کیا گورنمنٹ کا جواب یہ ہے کہ اگر مسجد کا کوئی حصہ ہوتا تو ہم ضرور سڑک کا راستہ تبدیل کردیتے لیکن چونکہ مسجد کا حصہ نہیں بلکہ غسلخانہ کا ایک حصہ سڑک میں آتا ہے جسکیلئے رفاہ عام کے کام کو روکا نہیں جاسکتا۔ ہاں اس زمین کے بدلہ

ہیں گورنمنٹ اور زمین دے سکتی ہے۔ غسلخانہ گرایا جاچکا ہے سڑک کا راستہ درست کرلیا گیا ہے۔ مگر ہندوستان کے چاروں کونوں میں ایک شور برپا ہوگیا ہے۔ ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جارہا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس معاملہ میں علماء نے بہت ناعاقبت اندیشی سے کام لیا ہے اگر اسی طرح چھوٹے چھوٹے معاملات پر شور مچایا جائے تو امن کس طرح رہ سکتا ہے اور گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات نیک کا قائم رکھنا محالات سے ہوجاتا ہے۔ اسلام کا حکم ہے اور اصولی احکام میں سے ہے کہ حکام کے ساتھ نیک معاملہ کرو۔ پھر تعجب ہے کہ مسلمان اس طرح جوش وخروش کا اظہار کیوں کررہے ہیں۔ رسول کریم کے زمانہ میں غسلخانہ۔ وضوخانہ اور پاخانہ مساجد میں نہ ہوتے تھے۔ پھر غسلخانہ کو مسجد کا حصہ کیونکر قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور وضوخانہ اس کا حصہ کیونکر قرار پاسکتا ہے۔ خدا کے لئے ہوش کرو۔ جہاں نماز پڑھی جاتی ہے وہ مسجد نہیں بنجاتی جبتک اس کا نام مسجد نہ رکھا جائے جبتک وہ مسجد میں شامل نہ کی جائے کہ کثرت حاضرین کی وجہ سے لوگ قریب کے گھروں کی چھتوں پر بھی نمازیں پڑھ لیتے ہیں تو کیا وہ بھی مساجد میں شامل سمجھے جائینگے۔ مساجد کی بعض ضروریات کے لئے بعض مکانات زمانہ نبوی کے بعد بڑھائے گئے ہیں وہ قطعاً مساجد میں شامل نہیں ہوسکتے پس اگر گورنمنٹ کے حکام نے اپنی ضروریات سے مجبور ہوکر کسی ایسے حصہ کو سڑک کے لئے لے لیا۔ اور وہ اس کا معاوضہ دینے پر طیار رہے تو اس پر شور مچانا نہایت ناعاقبت اندیشی ہے۔ مَیں تمام جماعت احمدیہ کو اس خطرہ سے آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ان ایجیٹیشنوں سے علیحدہ رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ گورنمنٹ کے خلاف اس قسم کے مظاہروں میں حصہ لینا ان کے لئے جائز نہیں اور دوسرے فرقوں کو بھی الدین النصیحہ کے ماتحت مشورہ دیتا ہوں کہ وہ گورنمنٹ کے فیصلہ کو قبول کرکے معاوضہ لینے پر راضی ہوجائیں۔ کیونکہ ایک مشکوک بات پر اسقدر اظہار ناراضگی ظاہر کرکے دین اسلام کے ایک صریح حکم اطاعت کی خلاف ورزی کرنا بالکل بعید از عقل ہوگا +

ہندوستان کی خبریں

(۱) ریاست کچھ منڈوی کے ہندو مسلمانوں میں ۲۳ جون کو فساد ہوگیا۔ درگاہی کے اعزاز میں صندل کا جلوس مسلمانوں کے محلہ سے نکل کر جب پوجاری کے حوالہ کے پاس پہنچا۔ تو ہندوؤں نے بالاخانہ سے اینٹ اور پتھر پھینکے۔ اسی اثناء میں ایک بم کا گولہ پھٹا اور آٹھ مسلمان زخمی ہوئے۔ تحقیقات جاری ہے +

(۲) لدھیانہ میں ریلوے لائن پر گاڑی کا پل تعمیر کرنے کی منظوری ہوگئی ہے +

(۳) یکم جولائی کو ہندوستان کے سرکاری خزانوں میں ستاسی کروڑ چوراسی لاکھ تریسٹھ ہزار روپیہ موجود تھا +

(۴) میڈیکل کالج لاہور کے امتحان سال اوّل میں سید حبیب اللہ شاہ نور احمد قریشی۔ سال دوم میں عبدالحمید بٹ۔ سال سوم میں عطاء اللہ خاں۔ خالق داد خاں۔ سال چہارم میں محمد عمر۔ کل چھ احمدی پاس ہوئے۔ مبارک +

(۵) سیرامپور کے قریب دریائے ہگلی میں کشتی اُلٹ جانے سے دس آدمی ڈوب گئے +

(۶) محکمہ پبلک ورکس کے گودام کے قریب گورنمنٹ نے ½۶۔ ایکڑ زمین وٹرنری کالج کے لئے لی ہے +

(۷) ۱۳۔ جولائی سے علیگڑھ کالج میں گرمائی تعطیلات شروع ہیں۔ ۲۵۔ جولائی کو کالجئیٹ سکول بھی بند ہوگا ۱۶۔ اکتوبر کو کھلینگے +

(۸) جدید تعمیر شدہ نہر زیریں باری دوآب سے جو رقبہ سیراب ہوگا۔ وہ سولہ لاکھ سنتیس ہزار ایکڑ ہے +

(۹) دریائے راوی کے ریلوے پل کیطرف جانیوالی سڑک اور دریا کے درمیان جو محفوظ جنگل ہے وہ راوی پر جدید پل کے لئے محکمۂ تعمیرات کے حوالہ کردیا گیا +

(۱۰) مہاراجہ کشن پرشاد امرتسر گئے تھے۔ وہاں دربار میں تین ہزار کا چڑھاوا دیا۔ اور ٹمپرنس سوسائٹی کو دو ہزار۔ اب لاہور کے ایک ہوٹل میں مقیم ہیں +

(۱۱) مدراس میں ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم مدراس نے مختصر نویسی و ٹائپ رائٹنگ کو مدارس ثانویہ کے امتحان میں دوسرے اختیاری مضامین کا ہمرتبہ قرار دیا +

(۱۲) اسلامیہ کالج میں ایف۔ ایس سی۔ کی جماعتوں کو کھولنے کی تجویز ہے۔ تین ہزار سالانہ خرچ +

(۱۳) پوربندر میں فساد ہوگیا۔ ۳۰۔ ۴۰ مسلمان زخمی۔ ۱۳۔ ہزار کا مال لوٹا گیا +

(۱۴) بمبئی سے روانہ ہونے والا جہاز میسیتی گم ہوگیا۔ وائرلیس ٹیلیگراف کے ذریعہ اسکی تلاشی ہورہی ہے +

(۱۵) امرتسر کی کوڑا کرکٹ اُٹھانے کی ٹریموے کو دُخانی طاقت سے چلانے کے لئے ۱۷ ہزار۔ توسیع واٹر ورکس کیلئے گیارہ ہزار۔ اور گھیاتہ کے متصل گوربنالہ کی اصلاح کیلئے چودہ ہزار آٹھ سو چوراسی۔ اور جنڈیالہ کے گڑھوں کے بھرنے کے لئے بارہ ہزار تین سو اکانوے روپے سینیٹری بورڈ نے دیئے +

(۱۶) مقدونیہ میں آکر ہماری مدد کرو۔ ایک انگریزی پمفلٹ جو قسطنطنیہ سے شائع ہوا۔ اور آزادی کا ڈھنڈورہ مطبوعہ نولکشور گیس پرنٹنگ پریس لاہور ممنوع وضبط شدہ قرار دئے گئے +

(۱۷) ہفتہ مختتمہ ۵۔ جولائی میں ہندوستان میں پلیگ سے ۷۹۰۴ مرے۔ پنجاب میں ۱۰۸ +

(۱۸) گورنمنٹ بنگال کی مانند گورنمنٹ بمبئی نے بھی مسلمان ملازمین کو جمعہ کی نماز کے لئے ایک گھنٹہ کی چھٹی منظور کی +

(۱۹) جنوبی افریقہ میں ایک لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہندوستانی آباد ہیں۔ مسلمان قریباً اکتیس ہزار +

(۲۱) لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ مالی کمیشن میں شہادت دینے کے لئے انگلستان جائیگا۔ آنریبل مسٹر ڈی۔ سی۔ سلی قائم مقام +

(۲۲) سندھ میں ٹڈی دل نقصان کررہا ہے +

(۲۳) سرائے کالا لویاں ریلوے ماہ ستمبر میں افتتاح ہوگی +

(۲۴) ہندوستان کی تازہ فصل پنبہ سے تین لاکھ سات ہزار چارسو گٹھوں کی امید ہے +

کلامِ محمود

یہ کلام حضرت صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کا ہے۔ کلام کیا ہے سبحان اللہ۔ اپنے اندر ایک کشش تقناطیسی رکھتا ہے۔ جو لوگ شاعری سے ذرا بھی مس رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہونگے کہ وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں۔ اُنمیں۔